ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

6

ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
جون ۲۰۰۲ء

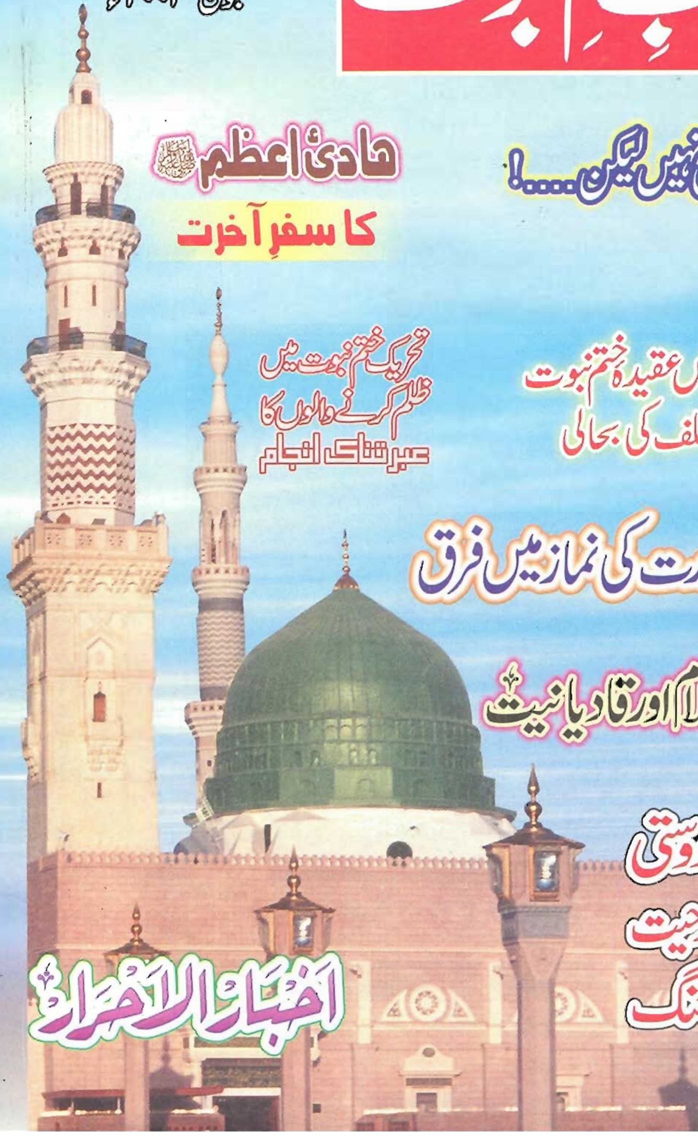

ہادئ اعظم ﷺ کا سفرِ آخرت

ہم مایوس نہیں لیکن .....!

تحریک ختم نبوت میں ظلم کرنے والوں کا عبرتناک انجام

ووٹر فارم میں عقیدہ ختم نبوت کے حلف کی بحالی

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

اکابر اسلام اور قادیانیت

امریکی دوستی بھارتی جارحیت اور صلیبی جنگ

اخبار الاحرار

پیغام بیداری!

اور کچھ نہیں تو کم از کم تم اسلاف کی سیرتوں کا بکثرت مطالعہ کرو اور دیکھو کہ انہوں نے آزادی پانے کے لئے اور انسانوں کو غلامی کے جوئے سے نکالنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے؟ ان کے طریقے کوئی نئے نہ تھے، وہی تھے جو کتاب اللہ میں مرقوم ہیں۔ ان کی روحیں آج بھی تمہیں بیداری کا پیغام دیتی ہیں اور تمہیں اس آزادی کی طرف بلاتی ہیں، جو ہر زادۂ اسلام کا پیدائشی حق ہے۔

میرے ہم قومو! یہ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ظالم انگریز کے سامنے فوراً جھک جاتے ہو اور اس کے قانون کی اطاعت کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہو لیکن رحیم و کریم خدا اور مقدس آئین کے سامنے کبھی نہیں جھکتے۔ وقت اور اس کے تقاضے تمہیں جگاتے ہیں اور تم خراٹے لیتے ہو، اسلام تم کو اٹھاتا ہے اور تم گرنے کی کوشش کرتے ہو، شریعت تمہیں فتح کے مژدے سناتی ہے اور تم اپنے کان شکست کی خبریں سننے کے لئے لگا دیتے ہو، دین تمہیں احرار (آزاد لوگ) کہہ کر پکارتا ہے اور تم غلامی کی بیڑیاں پہننا پسند کرتے ہو۔ تمہاری اس روش کا بے شعور حیوانات اور جنگل کے درندے بھی مذاق اڑاتے ہونگے مگر تمہیں احساس تک نہیں۔

(''الہلال'' ماخوذ: نقوش ابوالکلام و مقالات آزاد ص۱۰۸)

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No.32

جلد ۱۳ | شمارہ ۶ | قیمت ۱۵ روپے

ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

جون 2002ء

بیاد حضرت امیر شریعت سید الاحرار
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابن امیر شریعت، خطیب بنی ہاشم، محسن احرار

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150۔ روپے

بیرونِ ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ: دار بنی ہاشم ٥ مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری — طابع: تشکیل احمد اختر — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز — مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

طباعت باہتمام: الکتاب گرافکس پل شوالہ ملتان Ph:061-584604

تشکیل

اداریہ:	ہم مایوس نہیں لیکن......!	سید یونس الحسنی	۳
// //	شذرات	مدیر	۶
دین ودانش:	ہادیٔ اعظم ﷺ کا سفرِ آخرت	سید فضل الرحمٰن	۷
// //	مرد اور عورت کی نماز میں فرق (آخری قسط)	مولانا ابو ریحان سیالکوٹی	۱۸
افکار:	آگ کا کھیل	محمد عمر فاروق	۲۶
// //	کاش مسلمانوں میں ''پان اسلام ازم'' ہوتا!	محمد عطاء اللہ صدیقی	۲۸
// //	امریکی دوستی، بھارتی جارحیت اور صلیبی جنگ	عبدالرشید ارشد	۳۳
شخصیت:	عظیم مجاہدِ آزادی، ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمہ اللہ	محمد الیاس میراں پوری	۳۷
ردقادیانیت:	جن لوگوں نے تحریک ختم نبوت پر ظلم کیا تھا......!	شورش کاشمیریؒ	۴۱
// //	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط نمبر:4)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۴۳
شاعری:	نعت (حضرت امیر شریعتؒ) میرے آقا، میرے مولا رحمۃ اللعالمین ﷺ (سید محمد یونس بخاریؒ) نعت (مولانا قاری محمد طیبؒ) کہاں ہیں سید الکونین ﷺ کی امت کے دیوانے؟ (شورش کاشمیریؒ) عالمی دہشت گردوں کے نام (انور مسعود) نذرِ وطن (سید عطاء المحسن بخاریؒ) گرمی دا مزہ لین مولتان چلیے (شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی) کوئی کروٹ تک نہیں لیتا کسی بھونچال سے (سید کاشف گیلانی)		۴۷ تا ۵۲
طنز ومزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریمی	۵۳
اخبار الاحرار:	رہنمایانِ احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں (ادارہ)	(ادارہ)	۵۵
حسنِ انتقاد:	تبصرہ کتب	ساغر اقبالی	۶۰

سید یونس الحسنی

ہم مایوس نہیں لیکن............!

کنٹرول لائن کے تمام سیکٹرز میں بھارتی گولہ باری پوری قوت سے جاری ہے۔کئی لوگ اپنی جانیں ہار چکے ہیں اور کئی ایک تیار بیٹھے ہیں۔اب ورکنگ باؤنڈری پر بھی جھڑپیں شروع ہوگئی ہیں۔ٹریسر گولوں کے ذریعے بیچارے سرحدی کسانوں کی تیار فصلیں فناہ کے گھاٹ اتار دی گئی ہیں۔باؤنڈری ایریا کے رہنے والے نقل مکانی کررہے ہیں اور یہ سلسلہ زور شور سے جاری ہے۔جس سے حالات کی کجی کا اندازہ ہوتا ہے۔ایسے آتش فشانی حالات میں بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کشمیر کے دورے پر آچکے ہیں۔اس کے ساتھ ہی ''آل پارٹیز حریت کانفرنس'' کے سینئر رہنما جناب عبدالغنی لون کا سانحہ شہادت بھی پیش آچکا ہے۔ان کے ورثا سے تعزیت کرنے کی بجائے مسٹر واجپائی نے کپواڑہ سیکٹر میں اگلے مورچوں پر موجود اپنے فوجیوں سے بڑا تند وتیز خطاب کیا اور پاکستان کو حسب معمول اپنی شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا:

''اب پاکستان کے ساتھ فیصلہ کن لڑائی کا وقت آگیا ہے اور یہ جنگ ہم جیتیں گے۔پاکستان کے خلاف انتہائی کارروائی ناگزیر ہوچکی ہے۔ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ پاکستان کی طرف دریاؤں کے پانی کا بہاؤ کیسے روکا جائے۔کسی کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے صبر کی کوئی انتہا نہیں۔بھارت کو مسلط کردہ جنگ لڑنا پڑرہی ہے،جس سے ہم فاتح کی حیثیت سے ابھریں گے۔اس میں کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔میری یہاں آمد معنی خیز ہے۔تاریخ شاہد رہے گی کہ ہم تاریخ کا نیا باب رقم کریں گے۔بھارت کے سامنے ایک چیلنج ہے اور ہم اسے قبول کرتے ہیں''۔

بھارتی وزیراعظم کی تیز گفتاری اس لئے بھی پہلے سے دو چند ہے کہ تقریباً تمام مخالف پارٹیوں نے انہیں کچھ کر گزرنے کا اختیار دے کر اپنی ٹھوس حمایت ان کی جھولی میں ڈال دی ہے۔اب وہ کسی اندرونی انتشار کی کیفیات سے بالاتر ہوکر اپنے غیض بیکراں کا اظہار کرنے لگے ہیں۔اِدھر وطن عزیز اسلامی جمہوری پاکستان میں صورت حال بالکل الٹ ہے۔پوری قوم حب وطن کے انمٹ جذبے سے سرشار ہونے کے باوصف بری طرح تقسیم در تقسیم کے عمل کا شکار ہے۔جنرل مشرف کی امریکہ نواز اور افغان دشمن پالیسی نے ملت اسلامیہ پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔یہی وجہ ہے،لوگوں کے دل ودماغ موجودہ کارپردازان حکومت سے کوئی خیر کی توقع وابستہ نہیں کرپارہے۔ابھی یہ زخم تازہ تھا کہ توہین رسالت قانون اور امتناع قادیانیت کی آئینی ترمیم برائے تحفظ ختم نبوت میں ترمیم کے شوشے نے جلتی پر تیل کا کام کردیا۔حکومت ایک طرف یقین دہانیاں کراتی ہے کہ متفقہ آئینی مسائل کو نہیں چھیڑا جائے گا لیکن دوسری طرف ووٹر فارم میں ختم نبوت کے متعلق موجود حلف نامہ ختم کرکے نیا فارم شائع کردیا گیا جس پر سخت احتجاج کیا گیا مگر ارباب بست وکشاد اپنی ہٹ پر قائم رہے۔اکتوبر ۲۰۰۲ء میں عام انتخابات کا

اعلان کیا گیا مگر راستے میں نامعلوم وجوہات کے تحت ریفرنڈم کا سوانگ رچایا گیا۔ تعجب ہے کہ خالی پولنگ سٹیشنوں کے باوجود جنرل صاحب آئندہ پانچ سال کیلئے صدر بن گئے۔ اس اکھاڑ پچھاڑ پر نقد و جرح ابھی جاری تھی کہ امریکی کمانڈوز پاکستان کے قبائلی علاقوں میں داخل ہو گئے۔ وہ صوبہ سرحد کے کئی دینی مدارس کی تلاشی لیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انتہائی بدتمیزیوں کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ بلکہ ویڈیو فلمیں بھی بنا رہے ہیں۔ وہ جہادی تنظیمیں جو ہر کٹھن مرحلے پر افواج پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہوا کرتی تھیں۔ انہیں بیک جنبشِ لب ''دہشت گرد'' قرار دے کر مسٹر بش کا پڑھایا ہوا سبق جنرل صاحب نے اچھی طرح یاد کر کے ریڈیو اور ٹی وی پر عوام الناس کو سنا دیا۔ علمائے کرام جو درس جہاد دینے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں انہیں بتدریج پابند سلاسل کرنا شروع کر دیا۔ انہیں مذہبی انتہا پسندی مافیا کا نام دے کر ان کی زبردست توہین کی گئی۔ مرزا قادیانی کے ''فلسفۂ جہاد اکبر واصغر'' کی تفسیر پوری توانائی سے بیان کی گئی۔ ویٹی کن سٹی کے تربیت یافتہ ٹونی بلیئر کا تیار کردہ ''تبلیغی نصاب'' یہاں رائج کرنے کی سر توڑ کوشش تا دم تحریر جاری تھی کہ اچانک بھارتی وزیر اعظم درمیان میں آ ٹپکے۔ طرفین کی افواج پہلے ہی سرحدوں پر جمع ہیں۔ حالات کے مدّ و جزر نے جنرل صاحب کے دل میں بھونچال پیدا کر دیا ہے۔ قومی یکجہتی اور مورال کی بلندی کی اشد ضرورت انہیں محسوس ہوئی تو جید علماء اور عظیم سیاستدانوں سے رابطے کی ٹھانی اور بغیر کسی پیشگی تیاری کے انہیں ملاقات کی دعوت دے ڈالی۔ مرحوم علامہ اقبال کی روح سے معذرت کے ساتھ یہ شعر صدر صاحب پر صادق آتا ہے۔

گلہ تو گھونٹ دیا اہل ''کلیسا'' نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الہٰ الا اللہ

دینی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل اور ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں کے اتحاد اے آر ڈی نے صدر صاحب کی دعوت ملاقات یہ کہہ کر مسترد کر دی ہے کہ:

''اُن کے پاس جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ فیصلہ پہلے کرتے ہیں اور مشاورت کا ڈھونگ رچا کر سیاستدانوں کو صرف بریفنگ دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ملکی سیاست کاروں یا علماء کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ انہیں کھوٹے سکوں سے بھی گیا گزرا قرار دیتے ہیں، صرف ''کفر کچہری'' کی بات مانتے اور اُس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ اس کے لئے وہ پوری قومی رائے کو بھی بلڈوز کرنے میں ذرا سی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ وہ پاکستان میں عالمی استعماری ایجنڈے پر گامزن ہیں۔ ہم قوم کے ساتھ ہیں لیکن جنرل پرویز کی کوئی مدد نہیں کر سکتے''۔

یہ کرارا جواب سن کر بھی انہوں نے حقیقت کی طرف رجوع نہیں کیا۔ البتہ اخبارات میں چھپنے والی ان کی تصویر سے بوکھلاہٹ کے آثار واضح ہیں۔ ہم اپنی عظیم مسلح افواج سے ہرگز مایوس نہیں لیکن بعض سوالیہ نشانات۔ برمحل کئے دیتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ امریکی منصوبہ سازوں کا تیار کردہ پروگرام ۲۰۱۵ء برائے برصغیر انتہائی غیر محسوس طریقے سے پاکستان میں روبہ عمل ہے۔

۲۔ امریکہ ہمیشہ کا ہرجائی ہے۔ وہ جنگ کی صورت میں پاکستان کی بجائے بھارت کی خفیہ مدد کر کے اسے ترغیب دے گا کہ ایک طرف سے کچھ پاکستانی علاقے پر وہ قبضہ کر لے اور قبائلی علاقوں میں داخل شدہ امریکی و اتحادی افواج دوسری طرف سے ایک

بڑے حصے پر قبضہ کر کے پاکستان کے ایٹمی اثاثے تباہ کر دیں گی۔ (دشمن کے منہ میں خاک) اس طرح اس ملک کا وجود ختم ہو جائے گا۔

۳۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے تبصروں سے یہ تاثر نمایاں طور پر ابھر رہا ہے کہ نام نہاد عالمی برادری پاکستان کی اپیلوں پر کان دھرنے کی بجائے طوطا چشم ہوگئی ہے۔

۴۔ بزدل ہندو بہادر ہو کر جنگ کے جنون میں مبتلا ہے۔ بھارت کے طول وعرض میں پاکستان دشمن ریلیاں نکل رہی ہیں جبکہ پاکستانی عوام میں وہ جوش وخروش فی الوقت ظاہر نہیں ہو پا رہا۔ شاید وہ بین السماء والطین ہے اور اسے آخری شکل دی جا رہی ہوگی۔

۵۔ بھارتی وزیر اعظم نے امریکہ کو کھرا جواب دے دیا ہے کہ ہم فوجیں سرحدوں سے واپس نہیں لائیں جبکہ جنرل مشرف امریکہ سے وفاداری کا مسلسل اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ پوری قوم اس عمل پر شرمسار و نادم ہو کر مکمل بیزاری کا اظہار کر رہی ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہ سوال مچل رہا ہے کہ امریکی ذلہ ربائی کی آخری حد کیا ہے؟

حکومت پاکستان کے وزیر اطلاعات اور گورنر پنجاب نے اے آر ڈی اور مجلس عمل کے خلاف خوب بھڑاس نکالی۔ انہیں بیک آواز مسترد شدہ سیاستدانوں اور بے بصیرت علماء کا گروہ کہہ کر بے وقعت کرنے کی نامشکور سعی کی۔ جنرل پرویز نے اعلان کیا ہے کہ وہ ان سیاستدانوں کو انتہائی محترم سمجھتے ہیں اور خود انہیں فرداً فرداً فون کریں گے۔ تضادات ملاحظہ فرمائیں کس نہج پر ہیں اور دواجپائی ہے کہ پاکستان کا پانی بند کر کے اسے بنجر کر دینے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ یادش بخیر! امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ۲۷ رمارچ ۱۹۴۶ء کو دہلی میں ایک تقریر کے دوران فرمایا تھا: ''یہ مکار لالے تمہارا پانی بند کر دیں گے۔ اور پاکستان میں''......

زلفیں ہوں گی شانے ہوں گے
کہیں کہیں افسانے ہوں گے
دین اور مذہب کے مرقد پر
شمعیں اور پروانے ہوں گے

کس قدر چبھتے ہوئے حقائق کی نشان دہی کی ہے حضرت شاہ جیؒ نے۔ آج تم علماء کو بے بصیرت کہتے پھرتے ہو مگر یاد رکھو اُن کے کمال بصیرت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کئی برس پیشتر ان کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے الفاظ کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے کہ تمہاری کوتاہ اندیشی اور افرنگ پرستی کے باعث پاکستان میں کیا کیا ہو چکا ہے۔ ابھی وقت ہے، انتہا پرستی کی رٹ چھوڑو، مذہبی مافیا کی اصطلاح ترک کرو، سرکار ختمی مرتبت ﷺ کی عصمت اور منصب ختم نبوت کا تحفظ کرو، اس سے قومی اتحاد و یکجہتی پروان چڑھے گی، دشمنان اسلام سے تعلق توڑو کہ اس میں ہماری بقا ہے اور محب وطن سیاستدانوں کا اکرام کرو کہ اس سے وسیع تر اتفاق رائے کو استحکام ملے گا پھر دشمن تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔ ان شاء اللہ!

ووٹر فارم میں حلفِ ختم نبوت کی بحالی

حکومت نے ووٹر فارم میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق حلف بحال کر دیا ہے۔ اس حکم کا اعلان 29 مئی کو کیا گیا۔ واضح رہے کہ حکومت نے ملک میں مخلوط طرز پر عام انتخابات کے انعقاد کے فیصلے کے ساتھ ہی یہ حلف نامہ بھی ختم کر دیا تھا جس سے مسلم و غیر مسلم ووٹر کا تشخص ختم ہو گیا تھا۔ جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے 28 مئی کو لاہور میں آل پارٹیز کانفرنس میں یہ حلف نامہ بحال کرنے کا مطالبہ کیا اور 6 جون تک مطالبہ تسلیم نہ ہونے پر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا تھا۔ الحمد للہ اگلے روز حکومت نے مطالبہ تسلیم کر کے دانشمندی کا مظاہرہ کیا۔ دینی جماعتیں پاکستان کی خیر خواہ اور محبِ وطن ہیں۔ اُن کی قوت و طاقت کا حکومت کو خوب اندازہ ہے۔ موجودہ کامیابی دینی قوتوں کے اتحاد اور مسئلہ ختم نبوت کی برکت کا نتیجہ ہے۔ حکومت مغرب کے دباؤ میں آ کر قانونِ توہینِ رسالت، حدود آرڈیننس اور دیگر اسلامی قوانین کو بھی ''مشرف بہ سیکولرازم'' کرنا چاہتی ہے۔ اربابِ اقتدار یاد رکھیں کہ پاکستان کے عوام اپنے مسلمہ عقائد و ایمان پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور ہر غلط فیصلے کو پوری قوت سے مسترد کر دیں گے۔ پاکستان کی تمام دینی و سیاسی جماعتیں عقیدۂ ختم نبوت اور منصبِ رسالت کے تحفظ پر غیر متزلزل یقین رکھتی ہیں۔

پاکستان اور عالمی برادری:

صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ ''دہشت گردی کے خلاف میں نے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ مزید کیا کر سکتا ہوں، افسوس! عالمی برادری مطمئن نہیں'' (خبریں 2 جون 2002ء)

11 ستمبر کے بعد پاکستان نے عالمی برادری ''اقوامِ عالم'' کے شانہ بشانہ چلنے کا جو فیصلہ کیا وہ چودہ کروڑ عوام کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا۔ ملک کی تمام دینی جماعتوں نے اُس وقت پوری قوت سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ ہم نے انہی صفحات میں تب بھی لکھا تھا کہ اصل مصیبت افغانستان پر نہیں پاکستان پر آ رہی ہے۔ اب ہمیں امریکہ کے تمام مطالبات ماننا ہوں گے۔ حکومت نے بھارتی جارحیت اور امریکی ناراضی کے خوف سے افغانستان میں اسلامی حکومت کے خاتمے کے لئے عالمی سامراج کا بھرپور ساتھ دیا، اپنے ہی بنائے ہوئے مجاہدین کو دہشت گرد اور جہاد کو دہشت گردی کہا لیکن عالمی سامراج راضی نہ ہوا۔ آج کشمیر پر بھی ہمارے مؤقف اور پالیسی میں کمزوری آ رہی ہے۔ حکومت بھارتی و امریکی مطالبات تسلیم کر چکی ہے اور تسلیم کر رہی ہے۔ نہ جانے یہ سلسلہ کب ختم ہو گا۔ اور جنگ کا خطرہ پھر بھی باقی ہے۔

اے کاش! حکمران قرآن کریم کے فیصلے کو دل میں جگہ دیتے تو یہ نوبت کبھی نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں فرمایا ہے ''یہود و نصاریٰ تم سے کبھی راضی نہ ہوں گے حتیٰ کے جب تک تم اُن کی مکمل اتباع نہ کرو''۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم یہود و نصاریٰ کو خوش اور راضی کرنے کی بجائے اللہ کو راضی کر لیں۔

حضرت مولانا محمد اجمل خان کی رحلت: جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب 22 مئی کو لاہور میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم ایک بلند پایہ خطیب، عالم باعمل اور بہادر انسان تھے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ان کی جدوجہد اور قربانی کبھی فراموش نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرما کر جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

سید فضل الرحمٰن

ہادیٔ اعظم ﷺ کا سفرِ آخرت

مرض کی ابتداء: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آ کر مدینہ منورہ میں قریباً تین ماہ یعنی ذی الحجہ کا بقیہ حصہ اور محرم وصفر میں مقیم رہے، اسی دوران آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر بھی مقرر فرمایا، پھر ایک روز جبکہ ماہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں یا یکم ربیع اوّل تھی۔ آپ ﷺ رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے گئے اور اسی روز صبح کو آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء ہوئی (۱)۔ پہلے آپ ﷺ کو سر میں درد کی شکایت ہوئی پھر تیز بخار ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کپڑے کے اوپر سے آپ ﷺ پر ہاتھ رکھا تو آپ ﷺ کے بخار کی تپش کو محسوس کیا۔ میں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس قدر شدید بخار کسی کا نہیں دیکھا، جس قدر شدید بخار میں آپ مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح ہمارا اجر بھی زیادہ ہوگا، لوگوں میں سے سب سے زیادہ ابتلاء انبیاء پر آتا ہے، پھر صالحین پر (۲)۔

ابن سعد نے حضرت علی اور بیہقی نے محمد بن قیس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کی بیماری کا آغاز بدھ کو ہوا اور وفات تک آپ ﷺ کل ۱۳ روز بیمار رہے۔ (۳) اس کے علاوہ سلیمان تیمی اور خطابی سے ہفتے کا دن اور امام لیث بن سعد سے پیر کا دن اور تاریخ ۲۱ صفر منقول ہے (۴)۔

آپ ﷺ کی مرض کی ابتداء سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوئی اور اس کے بعد آپ ﷺ ان کے پاس سات روز تک مقیم رہے (۵)۔

علالت کے باوجود آنحضرت ﷺ از راہِ عدل وکرم، باری باری ازواج مطہرات کے یہاں تشریف لے جاتے رہے۔ جب مرض زیادہ شدید ہو گیا تو آپ ﷺ کے منشاء کے مطابق تمام ازواج مطہرات نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر بیماری کے ایام گزارنے کو اختیار کر لیا (۶) چنانچہ آپ ﷺ دو افراد کے سہارے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے چلتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، ان میں سے ایک فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (۷)

بخاری شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ یہ اسی زہر کا اثر ہے، جو میں نے خیبر میں کھایا تھا (۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی عادت

شریفہ یہ تھی کہ جب آپ ﷺ بیمار پڑتے تو یہ دعا پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ جسم مبارک پر پھیر لیتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْھَبِ الْبَاْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ ، لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ، شِفَآءً لَّایُغَادِرُ سَقَماً.

''اے انسانوں کے پالنے والے! تکلیف کو دور فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے اور اسی شفا کا نام شفا ہے جو تو عطا فرماتا ہے۔ ایسی صحت عطا فرما کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے'' (۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بیماری کے دنوں میں، میں نے یہ دعا پڑھ کر آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر دم کر کے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پھیرنا چاہا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ ہٹا لئے اور فرمایا اللھم اغفر لی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ (۱۰)

صحابہؓ کو آپ ﷺ کی وصیتیں: بیہقی، بزار، ابن جریر، ابن سعد اور طبرانی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طبیعت جب خراب ہونا شروع ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بلایا، پس جب آپ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو اشک بار ہو گئے اور فرمایا کہ جدائی کا وقت آیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنی وفات کی خبر دی، پھر فرمایا:

''اللہ تمہیں خوش رکھے، اللہ تمہیں ہدایت دے، اللہ تمہاری نصرت فرمائے، اللہ تمہیں نفع دے، اللہ تمہیں (نیک کاموں کی) توفیق دے، اللہ تمہیں راہِ راست پر رکھے، اللہ تمہیں (برائیوں اور آزمائشوں سے) بچائے، اللہ تمہاری مدد فرمائے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، میں اللہ کی طرف سے تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، تمہیں اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں میں ہرگز تکبر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اور تمہارے لئے فرمادیا ہے کہ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (۱۱) ''یہ آخرت کا گھر ہم ان کو دیں گے جو زمین میں نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ فساد مچاتے ہیں، اور (اچھا) انجام تو متقیوں کیلئے ہی ہے''۔

اور فرمایا: اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ (۱۲) ''کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہے''؟

ہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ کی وفات کب ہوگی''؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''موت کا وقت قریب ہے اور میں (عنقریب) اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور سدرۃ المنتہیٰ، جنت ماویٰ، بہشت بریں اور فرش اعلیٰ کے پاس جانے والا ہوں''۔

ہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ کو غسل کون دے گا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے اہل بیت میں سے جو میرے زیادہ قریب ہیں، ان بہت سے فرشتوں کے ساتھ جو تمہیں دیکھتے ہوں گے مگر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے''۔

ہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ!'' آپ کو کن کپڑوں پر کفن دیا جائے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے انہی کپڑوں میں یا

اگر تم چاہو تو یمنی چادر یا مصر کے سفید کپڑے میں''۔

پھر ہم نے پوچھا کہ ''آپ پر یا رسول اللہ ﷺ نماز کون پڑھائے گا''؟ اس پر آپ ﷺ اشک بار ہو گئے اور ہم بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر کرو، اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور اپنے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر عطاء فرمائے، جب تم مجھے غسل اور کفن دے دو تو مجھے چار پائی پہ رکھ کر میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا اور پھر کچھ دیر کیلئے وہاں سے ہٹ جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر نماز میرے دوست اور حبیب جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، ان کے بعد میکائیل علیہ السلام اور پھر اسرافیل علیہ السلام نماز پڑھیں گے، ان کے بعد ملک الموت پڑھیں گے جن کے ساتھ ملائکہ کا بہت بڑا لشکر ہوگا، اس کے بعد میرے گھر کے مرد نماز پڑھیں، پھر گھر کی عورتیں، اس کے بعد تم سب گروہ در گروہ اور تنہا تنہا داخل ہونا اور نماز پڑھنا اور مجھے رونے، فریاد کرنے اور چیخنے چلانے کی آوازوں سے اذیت نہ پہنچانا، جو لوگ موجود نہیں ہیں ان تک میرا سلام پہنچا دینا اور گواہی دینا کہ جو لوگ آج سے لے کر قیامت تک دین اسلام میں داخل ہوں گے اور دین کے معاملے میں میری پیروی کریں گے، ان پر میرا اسلام ہے''۔

پھر ہم نے پوچھا کہ ''آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے اہل بیت میں سے جو مجھ سے زیادہ قریب ہیں، ان بہت سے ملائکہ کے ساتھ جو تمہیں تو دیکھتے ہوں گے مگر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے''۔(۱۳)

مرض الموت کا خطبہ: وفات سے پانچ دن پہلے جب آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ خراب تھی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پانی کی سات مشکیں آپ ﷺ پر ڈالی جائیں۔ غسل کے بعد آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک خطبہ ارشاد جو آپ ﷺ کی زندگی کا آخری خطبہ تھا۔(۱۴)

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے شہداء اُحد کا ذکر فرمایا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر مہاجرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ...... میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں، انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کر دیں لیکن انہیں اس کا جو بدلہ (جنت) ملنا چاہیے تھا وہ ملنا ابھی باقی ہے۔ پس اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے۔ اس لئے تم ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو، ان میں سے جو محسن اور نیکو کار ہو، اس کے ساتھ احسان کرو اور ان میں سے جو غلطی کرے اس سے درگزر کرو۔(۱۵)

پھر فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا، اللہ کے پاس جو کچھ ہے، اسے قبول کرے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ ﷺ تو ایک شخص کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، یہ رونے کی کونسی بات ہے؟ مگر راز دار نبوت سمجھ گئے تھے کہ وہ بندہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی تقریر جاری رکھی اور مسجد کی طرف لوگوں کے جتنے دریچے کھلے ہوئے تھے، ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ابو بکر کے دریچے کے سوا سب دریچے بند کر دیئے جائیں۔ جان و مال، محبت و رفاقت کے

اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا، ابوبکرؓ سے بڑھ کر میرا کوئی محسن نہیں۔ جس جس نے میرے ساتھ کوئی احسان کیا، میں نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکرؓ کے کہ اس کا صلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی اس کو دے گا۔ اگر میں اپنے پروردگار کے سوا اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا، لیکن دوستی کیلئے اسلام کا رشتہ جو افضل و برتر ہے، کافی ہے۔ (١٦)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب انصار رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا مرض بڑھ رہا ہے تو وہ مسجد میں جمع ہو گئے اور انہیں آنحضرت ﷺ کی وفات کا خوف ہوا۔ یہ دیکھ کر حضرت فضل رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور انہیں اس امر سے آگاہ کیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور یہی بیان دیا، ان کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، پھر حضور ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فضلؓ کے سہارے گھر سے نکلے۔ حضرت عباسؓ آپ کے سامنے تھے۔ آپ ﷺ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور پاؤں گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ آپ ﷺ مسجد میں آ کر منبر کی نچلی سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگ آپ ﷺ پر ہجوم کرنے لگے آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے نبی کی وفات کا خوف کر رہے ہو؟ کیا مجھ سے قبل مبعوث ہونے والے انبیاء کرام میں سے کوئی ہمیشہ رہا ہے جو میں تم میں ہمیشہ رہوں گا؟ آگاہ ہو جاؤ! میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی اپنے رب سے ملنے والے ہو، سو میں تمہیں مہاجرین اوّلین کے متعلق بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اور میں مہاجرین کو بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کے بارے میں جو ان کے مابین ہے۔ کیونکہ اللہ فرمایا ہے:

”قسم ہے زمانے کی، یقیناً انسان خسارے میں ہے، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور آپس میں ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کرتے رہے“ (١٧)

اور تمام معاملات اللہ کے حکم سے چلتے ہیں، کسی معاملے میں (اللہ کی طرف سے) تاخیر تمہیں حد سے تجاوز کرنے پر نہ ابھارے، کیونکہ اللہ عزوجل کسی کے جلدی کرنے سے جلدی نہیں کیا کرتا اور کون ہے جو اللہ پر غالب آ سکے اور کون ہے جو اللہ کو دھوکہ دے سکے؟

”پھر اگر تم کنارہ کش رہو تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنی قرابتیں توڑ ڈالو“ (١٨)

میں تمہیں انصار کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ انہوں نے تم سے پہلے مدینہ کو اپنا وطن بنایا اور اپنے گھروں میں جگہ نہیں دی؟ کیا انہوں نے اپنی احتیاج کے باوجود تمہیں اپنے آپ پر ترجیح نہیں دی؟ آگاہ ہو جاؤ! جو شخص دو افراد کے مابین فیصلہ کرنے پر مامور ہو تو اسے چاہیے کہ ان کی اچھائیاں قبول کرے اور ان کی برائیوں سے درگزر کرے۔ خبردار! تم انصار کی حق تلفی نہ کرنا، آگاہ ہو جاؤ! میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم (عنقریب) مجھ سے ملنے والے ہو، آگاہ ہو جاؤ! تم نے حوض کوثر کا وعدہ کیا گیا ہے، سو جو کوئی وہاں پر مجھ سے ملاقات کا متمنی ہے، اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ اور

زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھے، اے لوگو! بلاشبہ گناہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں، جب لوگ نیک ہوتے ہیں تو ان کے حکمران بھی نیک ہوتے ہیں اور جب لوگ برے ہو جاتے ہیں تو ان کے حکمران بھی نافرمان ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی (۱۹)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر پٹی بندھی تھی اور یہ آپ ﷺ کا سب سے آخری خطبہ تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر سے اتر کر حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے (۲۰)۔

ایک اور خطبہ: حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے فضل! میرا ہاتھ پکڑ لو، پھر میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ منبر تک پہنچ گئے اور پھر اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو۔ میں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میرا تمہارے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آ گیا، اس لئے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو تو میری کمر موجود ہے، وہ بدلہ لے لے۔ آگاہ ہو جاؤ! اور جس کسی کو میں نے برا بھلا کہا ہو وہ مجھ سے بدلہ لے لے، جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو تو میرا مال حاضر ہے، وہ اس مال سے بدلہ لے لے۔ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے، نہ میرے لئے موزوں ہے۔ خوب سمجھ لو! کہ تم میں سے وہ شخص مجھے بہت محبوب ہے جو مجھ سے اپنا حق وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشاشتِ قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا، میں تم میں دوبارہ بھی اس کا اعلان کروں گا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! جس کے ذمے کوئی حق ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس حق کو ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے، آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔

پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرے تین درہم آپ کے ذمے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ ﷺ کے پاس آیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ اس کے بعد ایک اور صاحب اٹھے، انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں، میں نے خیانت سے لے لئے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو نے کیوں خیانت کی تھی؟ اس نے عرض کیا کہ اس وقت مجھے سخت

احتیاج تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت فضلؓ سے فرمایا، ان سے وصول کرلو۔ اس کے بعد پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے، میں اس کیلئے دعا کر دوں گا، پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ! میں بہت جھوٹا ہوں اور میں منافق ہوں اور بہت سونے والا ہوں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی: یا اللہ! اس کو سچائی عطا فرما، ایمان (کامل) عطا فرما اور نیند کی زیادتی سے اس کو صحت بخش دے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں جھوٹا ہوں، منافق ہوں، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اے خطاب کے بیٹے (عمر) چپ رہو! دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے، اس کے بعد احوال کو بہتر بنا دے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کوئی بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر میرے ساتھ اور میں اس کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ پھر ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں بزدل ہوں، زیادہ سوتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ حضرت فضلؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے برابر کوئی بھی بہادر نہ تھا اور وہ ہم میں سب سے کم سونے والا تھا۔

پھر حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں فرمایا تھا۔ پھر فرمایا جس پر کسی چیز کا غلبہ ہو اس کو چاہیے کہ وہ ہمیں بتا دے، ہم اس کیلئے دعا کریں گے۔ پس ایک صحابیہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنی زبان سے عاجز ہوں، حضور ﷺ نے ان کیلئے بھی دعا فرمائی (۲۱)۔

حضرت ابوبکرؓ کی امامت: جب تک طاقت رہی آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے، آخری نماز (تسلسل کے اعتبار سے) جو آپ ﷺ نے پڑھائی وہ جمعرات کے روز مغرب کی نماز تھی۔ اس کے چار روز بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا (۲۲)۔ جمعرات ہی کے روز عشاء کے وقت مرض میں شدت آ گئی تھی۔ لوگ دیر تک انتظار کرتے رہے، آخر جب مرض میں افاقہ نہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ لہٰذا آپ ﷺ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کیلئے کہہ دیں۔ آپ ﷺ نے تاکید کی اور اصرار کے ساتھ فرمایا کہ ابوبکرؓ کو حکم دو وہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی (۲۳)۔

ہفتہ یا اتوار کے روز مرض میں کمی ہوئی تو آپ ﷺ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ اس وقت ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے، آپ ﷺ نے اشارے سے روکا اور پھر ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اب آپ ﷺ امام تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور باقی نمازی حضرات ابوبکرؓ کی تکبیروں پر نماز ادا کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مسجد نہیں

جا سکے۔(۲۴)

نماز کے بعد خطبہ: ابن اسحٰق، ابن سعد اور بلاذری نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوکر بلند آواز سے خطاب فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! آگِ (دوزخ) بھڑکا دی گئی ہے اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح چلے آرہے ہیں۔ میری طرف کسی چیز کی نسبت نہ کی جائے، میں نے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی کچھ حرام کیا ہے جو قرآن نے حرام کیا ہے ۔اے فاطمہ بنت رسول اللہ، اے صفیہ عمۃ محمد ﷺ اللہ کے پاس بھیجنے کیلئے اپنے لئے عمل کرلو، کیونکہ میں اللہ کے پاس کوئی کام نہ آسکوں گا(۲۵)۔

یوم وصال: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہؓ کو دیکھا جو نماز میں صف بستہ کھڑے تھے۔آپ ﷺ نے دیکھ کر تبسم فرمایا۔حضرت ابوبکرؓ یہ سمجھے کہ آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں، اس لئے وہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں۔حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ مسلمان خوشی کی وجہ سے جو آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر انہیں ہوئی تھی، اپنی نماز کے بارے میں آزمائش میں پڑ جاتے لیکن آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کرو، پھر آپ ﷺ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا(۲۶)۔

حضرت فاطمہؓ کا رونا اور ہنسنا: دن چڑھا تو آپ ﷺ اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور آہستہ سے ان کے کان میں کوئی بات کہی، جس پر وہ رونے لگیں۔پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی، جس پر وہ ہنسنے لگیں۔پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔دوسری مرتبہ جب آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے گھر کے افراد میں سب سے پہلے میں ہی آپ ﷺ سے جاملوں گی تو اس پر میں ہنسی تھی۔(۲۷)

مال کا صدقہ اور غلام کا آزاد کرنا: آنحضرت ﷺ کے پاس سات دینار تھے جو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوائے تھے۔جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو کہا کہ یہ دینار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دو(تاکہ وہ صدقہ کردیں) یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیمارداری میں مشغول ہوگئیں اور وہ دینار حضرت علیؓ کو نہ دے سکیں تاکہ وہ صدقہ کردیتے۔آپ ﷺ جب ہوش میں آئے تو پھر سوال کیا انہوں نے پھر کہا کہ نہیں آپ ﷺ وہ دینار منگوائے اور پھر انہیں شمار کیا، پھر فرمایا کہ تمہارا کیا گمان ہے کہ محمد ﷺ اپنے رب سے اس حال ملے گا کہ اس کے پاس یہ کچھ نہ ہوگا؟ پھر آپ ﷺ نے وہ سب خرچ (صدقہ) کردیئے، اور اسی روز آپ ﷺ کا وصال ہوگیا(۲۸)۔

اسی طرح آپ ﷺ نے مرضِ وفات میں چالیس غلام آزاد کئے (۲۹)۔ اور دوسری جانب یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع کے بدلے رہن رکھی ہوئی تھی (۳۰)۔

آپ ﷺ کا آخری کلام : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک تھی۔ آنحضرت ﷺ مسواک دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے مسواک لے لی اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد آپ ﷺ کو دے دی۔ آپ ﷺ نے وہ مسواک استعمال کی اور جتنے عمدہ طریقے سے اس وقت آپ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ اس سے پہلے میں نے آپ ﷺ کو اتنی اچھی مسواک کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مسواک سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ یا انگلی اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا ''فی الرفیق الاعلیٰ'' اسی وقت جسم اطہر سے روح انور پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا (۳۱)۔

تاریخ وفات: یہ جاں گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے دنیا میں نبوت و رسالت کے فیوض و برکات اور وحی ربانی کے انوار و تجلیات کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔ مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل کے روز دوپہر کے وقت پیش آیا۔

صحابہؓ پر وفات کا اثر: آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر سے صحابہ کرامؓ کو ایسا ناقابل برداشت صدمہ ہوا کہ وہ اپنے حواس کھو بیٹھے، عقلیں گم ہو گئیں، آوازیں بند ہو گویں، کچھ حیران و سرگرداں تھے۔ کوئی جنگل کو نکل بھاگا، کوئی ششدر ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ پر سکتہ طاری تھا۔ وہ آتے جاتے تھے مگر کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت علیؓ بیٹھ گئے تھے۔ ان میں حرکت کی سکت نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو اس کو قتل کر دوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آ گئے (۳۲)۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی قیام گاہ سخ سے گھوڑے پر آئے اور اتر کر مسجد میں داخل ہوئے مگر انہوں نے کسی سے بات نہیں کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گئے اور پھر آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے۔ اس وقت آپ ﷺ ایک یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے چہرۂ مبارک کھولا اور جھک کر بوسہ لیا اور رونے لگے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے کہا ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آپ ﷺ نے بخوشی قبول کی۔ آپ ﷺ کی وفات سے وہ چیز منقطع ہو گئی جو انبیاء میں سے کسی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی تھی (یعنی نبوت)۔ آپ ﷺ تعریف سے بڑھ کر ہیں، گریہ وزاری سے بے نیاز ہیں۔ زندگی بھر برگزیدہ رہے اور ایسے عام تھے کہ ہم آپ ﷺ کی نظروں میں برابر تھے۔ اگر آپ ﷺ کی موت آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتی تو ہم اپنی جانوں کا نذرانہ آپ ﷺ کی موت کے عوض پیش کر دیتے۔ اگر

آپ ﷺ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی آپ ﷺ ختم کر دیتے۔ پس جس کو ہم خود سے دفع کرنے پر قادر نہیں وہ حالات کا تغیر اور فنا ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں اور ٹلتے نہیں (۳۳)۔

اے اللہ! ہماری طرف سے ان کو سلام پہنچا دے۔ اے محمد ﷺ! آپ ہمیں اپنے رب کے پاس یاد رکھیے! ہمیں اپنے دل میں جگہ دیجیے جو قرار وسکون آپ ﷺ نے چھوڑا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو اس وحشت میں جو آپ ﷺ کے بعد لاحق ہوئی، ہم قائم نہیں رہ سکتے تھے۔ اے اللہ! اپنے نبی کو ہماری طرف سے سلام پہنچا دے اور ان کی یاد کو ہمارے دل و دماغ میں محفوظ رکھ" (۳۴)۔

پھر آپؓ لوگوں کی طرف نکلے جو شدید اضطراب اور عظیم ملال میں تھے اور آپؓ نے ایک خطبہ دیا۔ زہری نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکرؓ آئے تو حضرت عمرؓ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ اس وقت یہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی البتہ وہ ضرور لوٹیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ بیٹھ جایئے۔ مگر حضرت عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر لوگ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا (۳۵)۔

حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ ہمارے آقا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب ویسی ہی ہے جیسا کہ (آنحضرت ﷺ نے) بیان کی اور قول وہی ہے جو اللہ نے کہا اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی واضح حق ہے......... طویل کلام میں۔

پھر فرمایا، اے لوگو! جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا (جان لے کہ) بلاشبہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ،قَدْخَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ. اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُم وَمَن يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللهَ شَيْئاً . وَسَيَجْزِى اللهُ الشَّاكِرِيْنَ ٥ (۳۶)

"اور محمد ﷺ بھی اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے یا آپ ﷺ شہید ہو جائیں تو کیا تم (اپنے دین سے) پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو وہ اللہ کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو انعام دے گا"۔

پھر فرمایا، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے بارے میں پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا، لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے وہ چیز پسند کی ہے جو اللہ کے پاس ہے۔ (یعنی آخرت) نہ وہ چیز جو تمہارے پاس ہے (یعنی دنیا) اور اس کے ثواب کیلئے اپنے پاس بلا لیا اور اللہ نے ان کے بعد تمہاری ہدایت کیلئے اپنی کتاب

اور اپنے نبی کی سنت کو تم میں باقی چھوڑا۔ پس جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھاما (یعنی ان پر پوری طرح عمل کیا) اس نے اچھا کیا اور جس نے ان دونوں میں فرق کیا (یعنی کسی ایک تسلیم کیا اور دوسری کا انکار کیا) اس نے برا کیا۔ اے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ۔ تمہارے نبی کی وفات سے شیطان تمہیں گمراہ نہ کر دیا اور اپنے دین سے نہ پھیر دے۔ پس شیطان کے فتنہ میں ڈالنے سے پہلے خیر کو جلد لے لو اور خیر میں سبقت کر کے شیطان کو عاجز و لاچار بنا دو اور شیطان کو اتنی مہلت نہ دو کہ وہ تم سے آ کر ملے وار تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا کر دے (۳۷)

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم ایسا محسوس ہوا کہ جیسے لوگوں کو پہلے سے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابوبکرؓ نے اس آیت کی تلاوت کی تو سب نے آپؓ سے یہ آیت سیکھی۔ اب لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہ اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔

زہری نے بیان کیا کہ پھر مجھے سعید بن میسّبؓ نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا۔ جب میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں سکتے میں آ گیا۔ اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا (۳۸)

غسل: حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کو غسل دیا اور حضرت فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ کروٹ بدلنے میں مدد دیتے تھے۔ اسامہ بن زیدؓ اور شقرانؓ پانی دیتے تھے، یہ لوگ پردے سے باہر تھے۔ آپ ﷺ کو تین بار بیری کے پانی سے غسل دیا گیا۔ آپ ﷺ کے غسل کیلئے قباء کے غرس نامی کنویں سے پانی لایا گیا تھا، یہ کنواں سعد بن خیثمہ کی ملکیت تھا اور آپ اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے (۳۹)۔ آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا، کپڑوں کے اوپر ہی پانی ڈالا جاتا تھا اور پھر اوپر ہی سے اپ ﷺ کے جسم اطہر کو ملا جاتا تھا (۴۰)۔

تکفین: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غسل سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ ان میں قمیض اور عمامہ نہ تھا اور وہ لباس جس میں آپ ﷺ کو غسل دیا گیا تھا، اتار لیا گیا۔ (۴۱)

نماز جنازہ: سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ منگل کے روز جب لوگ آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو ایک تخت پر گھر ہی میں رکھا گیا۔ پھر ایک گروہ حجرہ شریف میں جاتا تھا اور تنہا نماز پڑھ کر باہر واپس آ جاتا تھا۔ کوئی کسی کی امامت نہیں کرتا تھا۔ مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں گئیں۔ عورتوں کے بعد لڑکے گئے۔ (۴۲)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے صدیق اکبرؓ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہاں جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے کہا کہ کس طرح پڑھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ لوگوں کا ایک ایک گروہ داخل ہوا اور اسی طرح تکبیر کہیں اور پھر درود اور دعا کے بعد واپس آ جائیں۔ اسی طرح سب لوگ نماز

پڑھیں۔(۴۳)

تدفین: حضرت عباسؓ اور عکرمہ کی روایتوں میں ہے کہ سوموار کے روز آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا۔اس روز کے بعد والی رات اور منگل کے دن آپ ﷺ کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ منگل کے بعد منگل اور بدھ کی درمیانی شب میں آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہی جمہور کا قول ہے۔حضرت علیؓ،حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ نے آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔سب کے بعد قثم بن عباسؓ قبر سے باہر نکلے۔ابوطلحہؓ زید بن سہیل انصاری نے آپ ﷺ کے لئے لحد تیار کی۔دوسری روایت میں قثم کی جگہ حضور ﷺ کے غلام صالحؓ کا ذکر ہے۔بعض روایات میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی آتا ہے۔(۴۴)

حوالہ جات

(۱) عیون الاثر ۲/۴۴۵،شامی ۱۲/۲۳۵ (۲) شامی ۱۲/۲۴۰ (۳) طبقات ۲/۳۵۳،شامی ۱۲/۲۳۵ زرقانی ۸/۲۵۵ (۴) زرقانی ایضاً ،شامی ایضاً (۵) شامی ۱۲/۲۳۵ (۶) بخاری ۳/۶۶،ابن ہشام ۴/۲۴۷،عیون الاثر ۲/۴۴۵ (۷) بخاری ۳/۶۷ (۸) بخاری ۳/۶۵ (۹) شامی ۱۲/۲۵۸،مسند احمد ۷/۶۸،ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ (۱۰) بخاری ایضاً، فتح الباری ۸/۱۸۱،۱۷۷ (۱۱) سورہ قصص آیت ۸۳ (۱۲) سورۂ زمر آیت ۶۰ (۱۳) طبقات ۲/۳۷۷ ،سیرت ابن کثیر ۴/۵۰۳،۵۰۲،شامی ۱۲/۲۵۵-۲۵۳ (۱۴) فتح الباری ۸/۱۷۹،عیون الاثر ۲/۴۴۵ (۱۵) بخاری ۲/۲۱۳،مسند احمد ۶/۲۹۵ (۱۶) بخاری ۲/۱۹۶،حلبی ۳/۴۵۸،سیرت ابن کثیر ۴/۴۵۶ (۱۷) سورہ عصر (۱۸) سورۂ محمد آیت ۲۲ (۱۹) حلبی ۳/۴۶۴-۴۶۳،شامی ۲/۲۵۲،زینی ۳/۳۴۱-۳۴۰ (۲۰) سیرت ابن کثیر ۴/۴۵۶ (۲۱) مجمع الزائد ۸/۵۹۶،رقم ۱۴۵۲ (۲۲) بخاری کتاب الصلوٰۃ (۲۳) بخاری ۱/۱۹۱ (۲۴) بخاری ۱/۹۲ (۲۵) طبقات ۲/۳۵۸،شامی ۱۲/۲۴۵ (۲۶) بخاری ۳/۶۷،ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول ﷺ (۲۷) بخاری ۳/۶۶،ابن ماجہ ایضاً (۲۸) مسند احمد ۲/۲۶۱،شامی ۱۲/۲۵۰ (۲۹) شامی ایضاً (۳۰) فتح الباری ۸/۱۹۱ (۳۱) بخاری ۳/۶۶ (۳۲) روض الانف ۴/۲۷۲،عیون الاثر ۲/۴۴۹،زرقانی ۸/۲۷۹-۲۷۸ (۳۳) بخاری ۳/۶۸ (۳۴) روض الانف ۴/۲۷۲ (۳۵) سیرت ابن کثیر ۴/۴۸۰،حلبی ۳/۴۷۴ (۳۶) آل عمران آیت ۱۴۴ (۳۷) بخاری ۳/۶۸،روض الانف ۴/۲۷۳،جمہرۃ خطب العرب ۱/۱۸۰-۱۷۹ (۳۸) بخاری ایضاً (۳۹) ابن ہشام ۴/۳۶۳،سیرت ابن کثیر ۴/۵۲۰-۵۱۸ (۴۰) بیہقی ۵/۲۴۱ (۴۱) بیہقی ۵/۲۶۴،ابن ہشام ۴/۲۶۳ (۴۲) ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ (۴۳) سیرت ابن کثیر ۴/۵۳۲،شامی ۱۲/۳۳۰ (۴۴) شامی ۱۲/۳۳۶،ابن ماجہ ایضاً

مولانا ابو ریحان سیالکوٹی (دوسری و آخری قسط)

مرد اور عورت کی نماز میں فرق!

۷۔امام کی جائے قیام میں فرق : عورتوں کی انفرادی جماعت مکروہ ہونے کے باوجود وہ جماعت کرانے ہی لگیں تو پھر ساتواں فرق مردوں اور عورتوں کی نماز میں یہ ہے کہ مرد امام تو صف سے آگے نکل کر کھڑا ہوتا ہے جبکہ عورت امام کو صف کے اندر ہی کھڑا ہونا چاہیے، علاوہ ازیں کہ وہ فرض نماز کی امام ہو یا نفل نماز کی، چنانچہ مرد امام کی جائے قیام کے بارے میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

امرنا رسول اللہ ﷺ اذا کنا ثلاثہ ان یتقدمنا احدنا ''رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم تین (آدمی) ہوں (اور نماز با جماعت پڑھنے لگیں) تو ایک ہم میں آگے ہو جایا کرے'' (ترمذی، ص ۵۴، ج ۱)

ب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس سلسلے کا اپنا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھما کر مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ اتنے میں حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ بھی وضو کر کے آگئے اور آنحضرت ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ہم کو اپنے پیچھے کر دیا (اب ہم آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور آپ ﷺ ہم سے آگے) (صحیح مسلم ص ۴۱۷/ ج ۲ فی حدیث طویل)

جبکہ عورت امام کی جائے قیام کے بارے میں: **الف** : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: **''توم المرأة النسآء تقوم فی وسطهن''** ''عورت (اگر) عورتوں کی امام بنے تو ان کے درمیان کھڑی ہو۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۰/ ج ۳)

ب: حضرت ریطہ حنفیہ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرائی تو ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔ **''ان عائشة امتهن و قامت بینهن فی صلاة مکتوبة''** (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۱/ ج ۳۔ سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

ج: یحییٰ بن سعید خبر دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفل نماز میں عورتوں کی امامت کراتی تھیں تو ان کے ساتھ صفیں کھڑی ہوتی تھیں۔ **''ان عائشة کانت تؤم النسآء فی التطوع تقوم معهن فی الصف''** (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۱/ ج ۳)

امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں بواسطہ **ابو حنیفه عن حماد عن ابراهیم النخعی** اس کو بایں الفاظ نقل کیا ہے:

انها کانت تؤم النسآء فی شهر رمضان فتقوم وسطاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ماہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ (کتاب الآثار ص ۴۳۔ باب المرأة تؤم النسآء الخ)

د: حضرت حجیرہ بنت حصین بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ عصر کی نماز میں ہم عورتوں کی امامت کروائی

تو ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ ''امتنا ام سلمة فی صلوٰۃ العصر قامت بیننا'' (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۰/ج ۳، سنن بیہقی ص ۱۳۱/ج ۳)

ہ: ام الحسن سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ (رمضان میں) عورتوں کی امامت کرتی تھیں تو ان کے ساتھ ان کی صف میں کھڑی ہوتی تھیں ''انھا رأت ام سلمة زوج النبی ﷺ تؤم النسآء (ای فی رمضان) فتقوم معھن فی صفھن'' (نصب الرایہ ص ۳/ج ۲)

۸۔مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت میں فرق: ایک فرق مرد اور عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مردوں کے لئے تو مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا افضل بلکہ ضروری ہے جبکہ عورتوں کے لئے اپنے اپنے گھروں میں ہی اپنی اپنی نماز پڑھنا افضل ہے چنانچہ مردوں کے لئے تو مسجد میں آ کر نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلتیں اور مسجد کی بجائے گھروں میں ہی نماز پڑھ لینے پر وعیدیں طرح طرح سے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمائیں جو کتب صحاح میں مستقل ابواب کے تحت درج ہیں مثلاً:

الف: مسجد کی باجماعت نماز کو گھر وغیرہ کی نماز سے ثواب میں ۲۵ گنا اور روایت میں ۲۷ گنا بڑھ کر فرمایا۔ بخاری ص ۸۹/ج ۱۔ مسلم ص ۲۳۲/ج ۱، وغیرہما من کتب الحدیث)

ب: اذان سن کر بھی بلا عذر گھر پر ہی نماز پڑھ لینے اور مسجد کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والے کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ: لم تقبل منه الصلوٰۃ التی صلی ''اس کی وہ نماز قبول نہیں ہوتی یعنی اس پر ثواب نہیں ملتا'' (ابوداؤد ص ۸۱/ج ۱)

ج: رات کے اندھیرے میں نماز باجماعت کیلئے مسجدوں میں بکثرت آنے جانے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی بشارت سنائی۔ (ابوداؤد ص ۸۳/ج ۱۔ ترمذی ص ۵۲/ج ۱، وغیرہما)

د: مسجد کے پڑوسی یعنی اذان کی آواز سننے والے کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ مسجد کے سوا کسی اور جگہ اس کی نماز گویا ہوتی ہی نہیں: ''لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد'' (اعلاء السنن ص ۱۷۰/ج ۴)

ہ: بلا عذر گھروں میں ہی نماز پڑھ لینے اور مسجد کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو آگ سے جلا ڈالنے کی دھمکی سنائی۔ (بخاری ۸۹/ج ۱۔ مسلم ص ۲۳۳/ج ۱، وغیرہما)

لیکن اس کے مقابلے میں عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کیلئے ان کے گھر ہی بہتر ہیں چنانچہ:

الف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لا تمنعوا نساء کم المساجد و بیوتھن خیر لھن ''اپنی عورتوں کو مسجدوں (میں آنے) سے منع نہ کرو گو کہ ان کے لئے زیادہ بہتر ان کے گھر ہی ہیں''۔

(ابوداؤد ص ۸۴/ج ۱۔ سنن بیہقی ص ۱۳۱/ج ۳)

ب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: صلوٰۃ المرأة فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرتھا و صلاتھا فی مخدعھا افضل من صلاتھا فی بیتھا '' عورت کا اپنے سونے کے کمرے میں نماز

پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا پچھلی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے"۔(سنن ابی داؤد ص۸۴/ج ا۔سنن بیہقی ص ۱۳۱/ج ۳)

ج: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "**خیر مساجد النسآء قعر بیوتھن**" (عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں)(سنن بیہقی ص ۱۳۱/ج ۳)

د: ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو اس کی وہ نماز، سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے جو وہ اپنے گھر کے تاریک گوشے میں پڑھتی ہے: "**ما صلت امراۃ احب الی اللہ من صلاتھا فی اشد بیتھا ظلمۃ**"(سنن بیہقی ص ۱۳۱/ج ۳)

ہ: ایک بار ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حمید رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ: "**یا رسول اللہ انی احب الصلاۃ معک**"(میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھا کروں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "**قد علمت انک تحبین الصلوۃ معی، و صلوتک فی بیتک خیر من صلاتک فی حجرتک و صلاتک فی حجرتک خیر من صلاتک فی دارک وصلاتک فی دارکِ خیر من صلاتک فی مسجد قومک و صلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجدی**"

"میں جانتا ہوں کہ تمہارا دل میرے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھنے کو چاہتا ہے لیکن تمہارا اپنے سونے کے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور برآمدے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور صحن میں نماز پڑھنا محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (نبوی) میں (میرے ساتھ باجماعت) نماز پڑھنے سے بہتر ہے"۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ میرے گھر کے تاریک کمرے میں میری نماز کی جگہ بنادو پھر وہ زندگی بھر، وصال تک وہیں نماز ادا کرتی رہیں۔(**رواہ احمد فی مسندہ و ابن خزیمہ و ابن حبان فی صحیحھا بحوالہ اعلاء السنن ص ۲۳۰/ ج ۴**)

ایک ضروری تنبیہ: واضح رہے کہ نماز کیلئے عورتوں کے مساجد میں آنے سے متعلق جو کچھ یہاں بیان ہوا ہے، یہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور کی بات ہے۔ بعد میں جب عورتوں نے ان قیود وحدود میں کوتاہی شروع کردی، جن کے ساتھ ان کو مساجد میں آنے کی اجازت دی گئی تھی تو فقہاء امت نے ان کے آنے کو مکروہ قرار دے دیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: **لو ادرک رسول اللہ ﷺ ما احدث النسآء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل** "عورتوں نے جو نئی روش اختراع کر لی ہے اگر رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا"

(صحیح بخاری، ص ۱۲۰، ج ا/صحیح المسلم، ص ۱۸۳، ج ا/ موطا امام مالک، ص ۱۸۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد ان کے زمانے کی عورتوں کے بارے میں ہے، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا

ہے کہ ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال اور کیا حکم ہوگا؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ شریعت بدل گئی، ہرگز نہیں، شریعت ہرگز نہیں بدلی اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو شریعت کے بدلنے کا اختیار بھی کہاں ہے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ جن قیود و شروط کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت دی تھی، جب عورتوں نے ان قیود و شروط کو ملحوظ نہ رکھا تو اجازت بھی باقی نہ رہی، اس بنا پر فقہاء امت نے جو درحقیقت حکماء امت ہیں، عورتوں کے مساجد میں حاضری کو مکروہ قرار دے دیا۔ حاصل یہ کہ عورتوں کا نماز کیلئے مساجد میں آنا اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہے مگر فسادِ زمانہ کے عارضہ کی وجہ سے مکروہ قرار پا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ وبا کے زمانہ میں کوئی طبیب، امرود کھانے سے منع کر دے تو اس کو یہ نہ کہا جائے گا کہ اس نے شریعت کے حلال و حرام کو تبدیل کر دیا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے ایک حلال و جائز چیز کو وبائی ماحول و موسم میں مضرِ صحت ہونے کی وجہ سے کھانے سے منع کیا ہے۔ یہاں بھی جائز ہے، فقہاء امت نے اس کو اصل سے ہی ناجائز نہیں قرار دیا بلکہ نفسانی ماحول و موسم میں دینی صحت کیلئے مضر ہونے کی وجہ سے اس سے منع کیا ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ بہرحال اس اصلی جواز کے باوجود عورتوں کیلئے بہتر ان کے گھر ہی ہیں، ان کو زیادہ ثواب مسجد کی بجائے اپنے اپنے گھر میں اپنی اپنی نماز پڑھنے میں ہی ملے گا جبکہ مردوں کیلئے زیادہ ثواب اس میں ہے کہ وہ مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کریں۔

۹۔ صفوں کی خیریت و شرّیت میں فرق: جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ عورتوں کی نماز اپنے گھر میں ہی افضل ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ مسجد میں ہی آ کر مردوں کے ساتھ ان کی امامت میں نماز پڑھیں تو پھر نواں فرق مرد و عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مردوں کی صفوں میں تو بہترین صف سب سے پہلی اور بدترین سب سے آخری صف ہے جبکہ عورتوں کی صفوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس یہ ہے کہ ان کی بہترین صف سب سے آخری اور بدترین سب سے پہلی صف ہے، چنانچہ صحیح بخاری کے سوا تمام اربابِ صحاح ستہ نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: خیر صفوف الرجال اوّلھا وشرھا آخرھا و خیر صفوف النسآء آخرھا وشرھا اوّلھا (صحیح مسلم ص ۱۸۲، ج ۱/ ابوداؤد ص ۹۹، ج ۱/ ترمذی ص ۵۲، ج ۱/ نسائی ص ۱۳۱، ج ۱/ ابن ماجہ ص ۷۰)

۱۰۔ صلاحیتِ امامت میں فرق: اسی مذکورہ حدیث سے ہی ایک دسواں فرق مرد اور عورت کی نماز میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد تو عورتوں کا امام بن سکتا ہے لیکن عورت، مردوں کی امام نہیں بن سکتی کیونکہ امامت کیلئے سب سے آگے کھڑا ہونا پڑتا ہے جبکہ عورت کو سب سے پیچھے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ حتیٰ کہ اس کا تو اپنی عورتوں کی صفوں تک میں بھی اگلی صف میں کھڑا ہونا پسند نہیں کیا گیا۔ وہاں بھی اس کیلئے آخری صف کو ہی بہترین قرار دیا گیا ہے تو عورتیں چھوڑ کر سب مردوں سے بھی آگے اس کا کھڑا ہونا شرعاً کیسے درست ہو سکتا ہے؟

۱۱۔ اپنے امام کو متنبہ کرنے کے طریقے میں فرق: اگر امام بھول جائے اور اس کو متنبہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو گیارھواں فرق عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مقتدیوں میں سے اگر کوئی مرد متنبہ کرے تو تسبیح سے یعنی ''سبحان اللہ'' کہہ کر متنبہ کرے اور اگر کوئی عورت متنبہ کرے تو تصفیق سے یعنی اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر متنبہ کرے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: التسبیح للرجال والتصفیق للنسآء ''تسبیح مردوں کیلئے اور تصفیق عورتوں کیلئے

ہے'' (بخاری، ص۱۶۰، ج۱/ ابوداؤد، ص۱۳۵، ج۱/ ترمذی، ص۷۴، ج۱/ نسائی، ص۱۷۸، ج۱/ ابن ماجہ، ص۷۲)

فائدہ: عورتوں کیلئے تصفیق کی مشروعیت سے، نماز میں عورتوں کے ہاتھ باندھنے کی کیفیت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ نماز میں مردوں کی طرح ہاتھ نہ باندھیں گی بلکہ اپنے داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر ہاتھ باندھیں گی جبھی توان کیلئے تصفیق بآسانی ممکن ہوگی۔

۱۲۔اذان واقامت کی مسنونیت میں فرق: ایک فرق مرداورعورت کی نماز میں یہ بھی ہے کہ مردوں کیلئے تو اذان واقامت، سنت مؤکدہ کے درجہ میں مسنون ہے اورعورتوں کیلئے نہ اذان مسنون ہے اور نہ اقامت۔ چنانچہ امام بیہقیؒ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ناقل ہیں: لیس علی النسآء اذان و اقامة ''عورتوں پر اذان ہے، نہ اقامت'' (سنن بیہقی، ص۴۰۸، ج۱) بلکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت سے ایک مرفوع حدیث بھی نقل کی ہے، جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: لیس علی النسآء اذان و لااقامة و لاجمعة و لااغتسال جمعة و لاتقدمهن امرة ولكن تقوم في وسطهن ''عورتوں پر نہ اذان ہے، نہ اقامت، نہ غسل جمعہ اور نہ (بصورت امامت) عورتوں سے آگے بڑھنا بلکہ ان کے بیچ میں کھڑی ہو'' (سنن بیہقی، ص۴۰۸، ج۱)

امام بیہقیؒ نے اگرچہ اس کے رفع پر کلام کیا ہے لیکن اس کا مضمون بہرحال اپنی جگہ ثابت ہے۔

۱۳۔فرضیتِ جهاد میں فرق: ایک فرق مرداورعورت کی نماز میں یہ ہے کہ مردوں پر جمعہ کی نماز اپنی شرطوں کے ساتھ فرض ہے، جس کے بلا عذر چھوڑنے پر سخت ترین وعیدیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں لیکن عورتوں پر جمعہ نہ فرض ہے اور نہ اس کے ترک پر ان کیلئے کوئی وعید ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

الف: الجمعة حق واجب علىٰ كل مسلم في جماعة الاالاربعة، عبدٍمملوك اوامرأة اوصبي اومريض ''جمعہ حق ہے اور باجماعت ہر مسلمان پر واجب ہے، علاوہ چار آدمیوں کے (۱) غلام جو کسی کی مِلک میں ہو (۲) عورت (۳) بچہ (۴) اور مریض (سنن ابی داؤد، ص۱۵۳، ج۱)

ب: نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اربعة لاجمعة عليهم المرأة والمملوك والمسافر والمريض ''چار قسم کے لوگوں پر جمعہ (واجب) نہیں ہے۔ عورت، غلام، مسافر اور بیمار (کتاب للآثار، ص۱۴۱، باب الصلوٰۃ یوم الجمعۃ)

ان اور ان جیسی دیگر احادیث کی وجہ سے ہی ائمہ اربعہ (رحمہم اللہ) بھی مرداورعورت کی نماز میں نفسِ فرق پر متفق ہیں گو اس کی بعض جزئیات کی تفصیلات آپس میں کچھ مختلف ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ ہوں یا امام مالکؒ، امام شافعیؒ ہوں یا امام احمدؒ ان میں سے کسی ایک نے بھی اس فرق کا بالکلیہ انکار نہیں کیا بلکہ یہ سب ہی ائمہ کسی نہ کسی صورت میں اس فرق کے ضرور قائل ہیں۔ (چنانچہ ملاحظہ ہوں مذاہب اربعہ کی بعض تصریحات: [۱]

مذہب حنفیہ[۱]: واما في النسآء فاتفقوا على ان السنة لهن وضع اليدين على الصدر لانه استرلها، كما في البناية. وفي المنية: المرأة تضعهما تحت ثدييها وفي بعض نسخها على ثديها الخ (السعایۃ ص۱۵۶، ج۲)

حتیٰ کہ غیر مقلدین کے امیر یمانی نے ''سبل السلام'' میں مولانا عبدالجبار غزنوی نے ''فتاویٰ غزنویہ'' میں اور مولوی محمد سعیدی نے ''فتاویٰ علماء اہل حدیث'' میں فی نفسہ اس فرق کی تصریح کی ہے بلکہ ان کے مولوی عبدالحق ہاشمی مہاجر مکی نے تو اس فرق پر مستقل ایک پورا رسالہ لکھا ہے، جس کا پورا نام ہے۔ نصب العمود فی تحقیق مسئلة تجافی المرأة فی الرکوع والسجود والقعود.

مولانا محمد داؤد غزنویؒ کے والد مولانا عبدالجبار غزنویؒ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں کو نماز میں انضمام یعنی رکوع سجود سمٹا کر کرنا چاہیے یا نہیں؟ آپ نے جواب میں پہلے تو مراسیلِ ابی داؤد کی وہ حدیث نقل کی جو ہم اوپر (نمبر ۳) کی شق الف میں ذکر کر آئے ہیں، پھر لکھا کہ ''اسی تعامل اہل سنت و مذاہبِ اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے'' پھر چاروں مذاہب کی کتابوں سے حوالے پیش کر کے تحریر فرمایا: ''غرض یہ ہے کہ عورتوں کا انضمام وتحفاض نماز میں، احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہبِ اربعہ وغیرہ ہم سے ثابت ہے، اس کا منکر کتبِ حدیث و تعاملِ اہل علم سے بے خبر ہے'' (فتاویٰ غزنوی، ص۲۷۔۲۸/ فتاویٰ علماء اہل حدیث، ص۱۴۹، ج۳، بحوالہ: خواتین کا طریقہ نماز، مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی عبدالروف سکھروی، ص۴۶)

بعض فقہی فرق: مرد اور عورت کی نماز میں یہ فرق تو وہ ہیں جو منصوص ہیں۔ ان کے علاوہ بعض ایسے فرق بھی ہیں جو فقہی و اجتہادی ہیں مناسب ہے کہ تتمیماً للفائدہ وہ بھی ذکر کر دیئے جائیں لیکن اس سے پہلے تمہید کے طور پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ فقہی و اجتہادی فرق بھی بالکل بلاوجہ اور محض ایجادِ بندہ نہیں ہیں بلکہ حدیثِ رسول ﷺ سے ہیں۔ اخذ کردہ اصول پر مبنی ہیں۔ عورت کے سجدے کی کیفیت کے بیان میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہو چکا ہے:

==========

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) والمرأة تنخفض فی سجودها و تلزق بطنها بفخذها لان ذٰلک استر لها (ہدایہ ص۱۱۰، ج۱) واذا کانت امرأة جلسات علی الیتها الیسریٰ واخرجت رجلیها من جانب الایمن لانه استر لها (ہدایہ، ص۱۱۱، ج۱)

مذہب مالکیہ: ندب مجافاة ای مباعدة (رجل فیه) ای سجود (بطنه فخذیه) فلا یجعل بطنه علیها ومجافاة (مرفقیه رکبتیه) ای عن رکبتیه ومجافاة ضبعیه ای مافوق المرفق الی الابط جنبیه ای عنهما مجافاة فی الجمیع واماالمرأة فتکون منضمة فی جمیع احوالها (الشرح الصغیر للدردیر المالکی ص۳۲۹، ج۱) بحوالہ خواتین کا طریقہ نماز، ص۴۴)

مذہب شافعیہ: قال النووی یسنّ ان یجافی مرفقیه عن جنبیه و یرفع بطنه عن فخذیه وتضمّ المرأة بعضها الی بعض.......... وان کانت امرأة ضمّت بعضها الی بعض لان ذٰلک استرلها (شرح المہذب، ۴۰۴، ج۳، بحوالہ: خواتین کا طریقہ نماز، ص۴۴)

مذہب حنابلہ: وان صلت امرأة بالنسآء قامت معهن فی الصف وسطاً، قال ابن قدامة فی شرحه: اذاثبت هذا فالها اذا صلت بهن قامت فی وسطهن لا تعلم فیه خلافا بین من رأی لها ان تؤمهن ولان

المرأۃ تستحب لها التستر ولذلک لا یستحب لها التجافی الخ (المغنی لابن قدامۃ ص۲۰۲،ج۱،بحوالہ سابق ص۴۵)

اذا سجدت الصقت بطنها بفخذها کاستر ما یکون لها اس سے جہاں اصولی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز کے تمام احکام میں برابر نہیں ہیں، وہاں ایک اصول یہ بھی نکلتا ہے کہ عورت کے لئے نماز کی ہیئت و کیفیت وہ مسنون ہے جس میں ستر زیادہ سے زیادہ ہو، حضراتِ فقہاء کرام نے آگے آنے والے فقہی واجتہادی فرقوں میں اسی اصول کو پیش نظر رکھا ہے، چنانچہ ''ہدایہ'' میں عورت کے سجدہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔''والمرأۃ تنخفض فی سجودها و تلزق بطنها بفخذها لان ذالک استر لها'' اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملالے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کی چیز ہے'' (الھدایہ ص۱۱۰/ج۱، باب صفۃ الصلوۃ) یہ قریب قریب وہی الفاظ ہیں جو عورت کے سجدہ کی کیفیت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اسی طرح عورت کے قعدہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بھی صاحب ہدایہ نے لکھا ہے ''فان کانت امرأۃ جلست علی الیتها الیسری واخرجت رجلیها الی الجانب الایمن لا نه استر لها'' پھر اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے اور اپنے پاؤں دائیں طرف نکال لے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کی چیز ہے'' (الھدایہ ص۱۱۱/ج۱)

یہاں بھی صاحب ہدایہ نے اسی ستر کو بنیاد بنایا ہے جس کی تصریح خود آنحضرت ﷺ نے ہی اپنے مذکورہ ارشاد یعنی ''کاستر مایکون لها'' میں فرمائی ہے پھر آنحضرت ﷺ کے ارشاد فرمودہ اس اصول کی رعایت صرف فقہاءِ احناف ہی نے نہیں کی بلکہ دیگر ائمہ مجتہدین اور فقہاءِ امت نے بھی اس کی پوری پوری رعایت کی ہے، جیسا کہ ان کی کتبِ فقہ سے واضح ہوتا ہے۔

الغرض آگے بیان ہونے والے مرد اور عورت کی نماز میں فقہی واجتہادی فرق بھی دراصل احادیث سے ہی ماخوذ ہیں خود ساختہ نہیں ہیں ان کا منشاء وہی ستر ہے جو احادیث میں مصرح ہے اس تمہید کے بعد اب ملاحظہ ہوں وہ فرق۔

۱۴۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو (اگر کوئی عذر نہ ہو تو) چادر وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال کر اٹھانے چاہئیں، لیکن عورتیں ہر حال میں چادر یا دوپٹہ سے ہاتھ باہر نکالے بغیر اندر ہی اندر انہیں اٹھائیں۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۱۴/ج۲۔ بہشتی زیور ص۲۹/ حصہ ۱۱)

۱۵۔ ہاتھ باندھنے میں مردوں کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے لیکن عورتیں، داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھیں، حلقہ بنا کر کلائی کو نہ پکڑیں۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۱۵/ج۲۔ بہشتی زیور ص۲۹/ حصہ ۱۱)

۱۶۔ مردوں کی جماعت کی جہری نمازوں میں تو قرأۃ، بلند آواز سے ہوتی ہی ہے لیکن اگر مرد کبھی جہری نماز تنہا بھی پڑھے تب بھی قرأۃ بلند آواز سے کر سکتا ہے، جبکہ اس کے برعکس عورتوں کو ایسی صورتوں میں بھی بلند آواز سے قرأۃ کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ایسے وقت میں بھی قرأۃ آہستہ ہی کرنی چاہئے، بلکہ جن فقہاء کے نزدیک عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے ان کے نزدیک تو باواز بلند قرأۃ کرنے سے اس کی نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ (بحوالہ مذکور)

۱۷۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جائیں لیکن عورتیں اس قدر نہ جھکیں بلکہ صرف اتنا جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (بحوالہ بالا)

۱۸۔ رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر ان سے گھٹنوں کو پکڑیں لیکن عورتیں اس طرح کرنے کی بجائے اپنے ہاتھوں کی

انگلیاں ملا کر اپنے گھٹنوں پر صرف رکھ لیں۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۰۹، ۱۱۵/ ج ۲)

۱۹۔ مردوں کو رکوع میں اپنی پنڈلیاں سیدھی رکھنی چاہئیں، گھٹنوں کو کمان کی طرح خم نہ دینا چاہیے جبکہ عورتیں اس حالت میں اپنے گھٹنوں کو جھکائے رکھیں۔ (بحوالہ بالا)

۲۰۔ مرد، رکوع میں اپنی کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھیں اور عورتیں ملا سمٹا کر (عمدۃ الفقہ ص ۱۰۹، ۱۱۵/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۲۹/ حصہ ۱۱)

۲۱۔ مردوں پر عید کی نماز واجب ہے، عورتوں پر واجب نہیں۔

(شامی ص ۵۰۴/ ج ۱۔ باب صفۃ الصلوۃ بیان کیفیۃ السجود، وعمدۃ الفقہ ص ۱۱۵/ ج ۲)

۲۲۔ مردوں پر ایام تشریق میں با جماعت فرض نمازوں کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے لیکن عورتوں پر واجب نہیں الا یہ کہ وہ، مردوں کی جماعت میں کل کر مرد امام کے پیچھے نماز پڑھیں اور مرد امام نے عورتوں کی امامت کی نیت بھی کی ہو، اس صورت میں البتہ مردوں کی متابعت میں ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی ورنہ مستقلاً ان پر واجب نہیں۔ (یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا عقیدہ ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق عورت پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے اور فتویٰ انہیں کے قول پر ہے) (عمدۃ الفقہ ص ۴۶۷/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۸۱/ حصہ ۱۱)

۲۳۔ مرد تکبیر تشریق بلند آواز سے کہیں اور عورتیں اگر کہیں تو آہستہ آواز سے اگرچہ مردوں کی جماعت میں شامل ہو کر ہی کیوں نہ کہیں (بحوالہ بالا)

۲۴۔ عورتوں پر اپنی فرض نمازوں کے لئے اذان واقامت تو ہے ہی نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن وہ، مردوں میں فرض نمازوں کے لئے بھی اذان، اقامت نہیں کہہ سکتیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو مردوں پر اس اذان واقامت کا اعادہ ضروری ہوگا ورنہ ان کی وہ نماز بلا اذان واقامت متصور ہوگی اور ترکِ اذان واقامت کا گناہ بھی ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۵، ۳۶/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۲۰/ حصہ ۱۱)

۲۵۔ مردوں کے لئے فجر کی نماز اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے جبکہ عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ فجر کی نماز طلوع فجر کے بعد اندھیرے میں پڑھیں اور باقی نمازوں میں مردوں کی جماعت کا انتظار کرنا بہتر ہے، جب ان کی جماعت ہو چکے، تب یہ پڑھیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۸/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۱۰/ حصہ ۲، ص ۱۹/ حصہ ۱۱)

نوٹ: ہم نے عوام کی سہولت کے لئے عمدۃ الفقہ اور بہشتی زیور، اردو کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ورنہ یہ تمام فرق، الھدایہ، البحر الرائق، الفتاویٰ العالمگیریہ اور رد المختار جیسے عربی کے مشہور ومتداول فتاویٰ ورمتون وشروح میں بھی مذکور ہیں، اکثر وبیشتر تو باب صفۃ الصلوٰۃ میں اور باقی اپنے اپنے متعلقہ ابواب میں۔

الغرض مرد وعورت کی نماز اور اس کے مذکورہ متعلقات میں فرق، صریح احادیث، تعامل امت، اجماعِ ائمہ اربعہؒ اور اتفاق اہلِ علم سے ایک نا قابل تردید وانکار حقیقت کے طور پر ثابت ہے، اس کا منکر، غیر مقلدین کے ہی امام عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ کے بقول ''کتبِ حدیث وتعامل اہلِ علم سے بے خبر ہے''۔

(ختم شد)

محمد عمر فاروق

آگ کا کھیل

ابھی وہ لوگ زندہ ہیں، جنہوں نے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، وزیرآباد اور ملتان کی گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر دس ہزار مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالت کی خاطر جان قربان کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ بے خوف انسان آج بھی ہم میں موجود ہیں، جنہوں نے عشق رسالت میں اپنی جوانیاں جیلوں کی نذر کر دیں اور گولیوں سے داغدار جسموں کے ساتھ وہ دلاور اب بھی سلامت ہیں، جن کا جرم ''ختم نبوت، زندہ باد'' کے نعرے لگانا قرار پایا تھا۔ لیکن عزیمتوں کے یہ راہی ہر مصیبت، پریشانی اور صعوبت صرف تحفظ ختم نبوت کے لئے سہہ رہے تھے کیونکہ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کے دامنِ نبوت پر ازلی بدبختوں کا ایک گروہ حملہ آور ہو چکا تھا۔ جناب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت مقدسہ کے مقابلے میں آنجہانی مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت لائی جا رہی تھی اور نوبت یہاں تک آ پہنچی تھی کہ قادیانی پوپ پال مرزا بشیر الدین محمود پاکستان میں قادیانی حکومت کے قیام کے خواب دیکھنے لگا اور آخر کار اس نے کھل کر اعلان کر ڈالا کہ ''۱۹۵۲ء میرا سال ہے''۔ جس پر خانوادۂ رسول کے چشم و چراغ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میدان عمل میں نکلے اور مرزا بشیر الدین محمود کو للکار کر فرمایا: ''بشیر الدین! اب دیکھنا ۱۹۵۳ء میرا ہے'' پھر چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ اس مرد مجاہد کی ایک ہی صداء پر بچے بوڑھے اور جوان دوڑے چلے آئے اور انہوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر قادیانی اقتدار کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اور اپنے مقدس لہو سے عقیدۂ ختم نبوت کے گرد ایک ایسا آہنی اور حفاظتی حصار قائم کیا کہ پھر آج تک قادیانی امت نہ تو اپنی قوت مجتمع کر سکی اور نہ ہی ختم نبوت پر مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت بیرونی آقاؤں کے اشارے پر ریاستی تشدد کے ذریعے کچل دی گئی۔ لیکن وقتی پابندیاں، عارضی جبر و تشدد اور ناپائیدار اقتدار کے ہتھکنڈے دیوانوں کی راہیں بھلا کب روک سکے ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے اختتام پر حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا تھا کہ ''یہ تحریک ناکام نہیں ہوئی۔ میں نے اس تحریک میں ایسا بم نصب کر دیا ہے جو وقت آنے پر ضرور پھٹے گا'' اور پھر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس عظیم دینی و قومی رہنماء کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی اور دُزدانِ نبوت قادیانی گماشتے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

پاکستان ان دنوں پھر امریکی، صیہونی اور مغربی سازشوں کی لپیٹ میں ہے۔ افغان مسئلہ پر اتحادیوں کا ساتھ دینے سے پاکستان کی مشکلات کم ہونے کی بجائے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہیں اور اب عالمی طاقتیں پاکستان کے نظریاتی تشخص کے خاتمے کے درپے ہو چکی ہیں۔ قومی اسمبلی میں عورتوں کی ۳۳ فیصد نشستوں اور مخلوط انتخابات جیسے فیصلے اسی بیرونی دباؤ ہی کا نتیجہ ہیں۔ اب حدود اور توہین رسالت کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ ''حکومت بہت جلد حدود آرڈی نینس اور توہین رسالت کے قوانین میں مذہبی، قانونی اور تاریخی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیلیاں لائے گی۔ حکومت ان معاملات کا جائزہ لے رہی ہے اور بہت

جلد اس بارے حقیقت پسندانہ فیصلہ کریں گے‘‘۔ مذکورہ دونوں قوانین عوامی و جمہوری منتخب اداروں کے منظور کردہ قوانین ہیں۔جنہیں عوام کے منتخب نمائندوں نے عوامی خواہش کے پیش نظر قانون کا درجہ دلایا تھا۔لیکن یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ غیر متنازعہ قوانین یکا یک کیوں باعثِ نزاع بنائے جارہے ہیں۔اور تبدیلی کے پردے میں کون سے مقاصد حاصل کرنا مقصود ہیں۔دراصل مسئلہ قوانین کی تبدیلی نہیں، بلکہ مقصد ان قوانین کی اصل شکل کو اس حد تک تبدیل کر دینا ہے کہ عملاً ان کا اطلاق کسی بھی مجرم پر نہ کیا جاسکے۔سیکولر حکمرانوں کی حساس معاملات پر لچکدار اور لبرل پالیسیاں ہیں۔جس سے ان لابیوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملا ہے اور ان کی مذموم سرگرمیوں کا بلا روک ٹوک جاری رہنا دراصل ان کی حکومتی سرپرستی کے خدشے کو یقین میں بدلنے لگا ہے۔جس کا پہلا نتیجہ ووٹر فارم سے ختم نبوت پر ایمان رکھنے کی شق کو ختم کر دینے کی صورت میں سامنے آیا ہے۔جس نے تمام دینی حلقوں میں غم وغصے اور اضطراب کی لہر دوڑا دی ہے۔

قادیانیوں نے وطنِ عزیز کو روزِ اوّل ہی سے اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے سوچی سمجھی پالیسی کے تحت ملک کو امریکہ کی جھولی میں ڈال دیا۔قادیانی جرنیلوں جنرل اختر ملک اور جنرل عبدالعلی نے ۱۹۶۵ء میں بھارت سے جنگ چھیڑ کر پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔۱۹۷۱ء میں پلاننگ کمیشن کے چیئر مین مرزا قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد کی جان لیوا اقتصادی پالیسیوں نے مشرقی ومغربی پاکستان کے عوام میں نفرت کی دیوار کھینچ دی اور نتیجہ یہ کہ وطن دولخت ہوگیا۔اب پھر قادیانی گماشتے روز روز جنرل پرویز مشرف کے گرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔اور قادیانی عنصر قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے ،امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خاتمے اور قانون توہین رسالت کو بے اثر بنانے کے لئے کوشاں ہوگیا ہے۔اس مرحلے پر حکمرانوں کے نااہل مشیر ایسے نازک اور حساس ترین معاملات میں امت مسلمہ کے اجماعی عقائد کی پاسبانی کی بجائے منکرین ختم نبوت کی پشتیبانی کر کے آگ کا کھیل کھیل رہے ہیں۔آگ، آگ ہوتی ہے جو کچے جھونپڑوں ہی کو نہیں فلک بوس تاج محلوں کو بھی جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

اگر کل خواجہ ناظم الدین، سر ظفر اللہ کی برطرفی کے مطالبے کی منظوری پر برطانیہ کی ناراضی کا جواز پیش کرتے تھے تو آج امریکہ کو راضی رکھنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔اے کاش! وقت کے حکمران اللہ کی خوشنودی کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے اور جناب ختمی المرتبت ﷺ کی حرمت وناموس کا ہی لحاظ کر لیتے کہ جن کے نام کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور جن کے مقدس خانوادے سے انہیں اپنی نسبت وقرابت کا دعویٰ بھی ہے۔

خدانخواستہ اگر کسی کو کسی کا کچھ بھی پاس نہیں ہے تو وہ یہ جان رکھے! کہ وہ باغیرت مائیں اب بھی موجود ہیں جو سرمایۂ کائنات ﷺ کی ذات پر اپنے جگر کے ٹکڑے وار کر سکتی ہیں اور وہ جوانمرد ابھی باقی ہیں جو آگ اور خون کے دریاؤں کو پار کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔جسے ان کے مقابل آنے کا زعم ہو، وہ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اپنے پیش رووں کے انجام سے سبق لے۔ایسا نہ ہو کہ مؤرخ کا قلم اسے حرفِ غلط کی طرح مٹا ڈالے۔یہ معاملہ جنابِ ختم المرسلین علیہ اسلام کی ختم المرسلینی کا ہے کہ آج بھی جن کی بارگاہ میں آواز بلند کرنا اعمال کی بربادی اور ایمان کی تباہی کے مترادف ہے۔

محمد عطاء اللہ صدیقی

کاش مسلمانوں میں ''پان اسلام ازم'' ہوتا!

یہ ''پان اسلام ازم'' کیا ہے؟ الفاظ انگریزی کے ہیں مگر اس کا مطلب ''اخوت اسلامی اور اتحادِ اسلامی'' کے علاوہ کچھ اور نہیں۔ معلوم نہیں ''پان اسلام ازم'' کی اصطلاح کس نے وضع کی، مگر یہ جذبات اور نظریہ کسی جمال الدین افغانیؒ مفتی محمد عبدہٗ، یا علامہ اقبالؒ کا وضع کردہ نہیں ہے۔ روزِ اوّل سے مسلمانوں کو اس کی دعوت دی گئی۔ یہ قرآن مجید کے اس ارشاد کی عملی صورت ہی تو ہے ''اور اللہ کی رسی (دین الٰہی) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو'' (البقرہ......)

ہادی برحق، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ''پان اسلام ازم'' کے تصور کا اصل سرچشمہ اور ماخذ ہیں:

''مسلمانوں کی مثال باہمی مودت و مرحمت اور محبت و ہمدردی میں ایسی ہے، جیسے ایک جسم واحد کی، اگر اس کے ایک عضو میں کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے تو سارا جسم اس تکلیف میں شریک ہو جاتا ہے''۔ (مسلم و مسند احمد)

بخاری و مسلم کی وہ حدیث بھی ہمیں یہی پیغام دیتی ہے جس کو ابوموسیٰ اشعریؓ نے روایت کیا ہے: ''ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے جیسے کسی دیوار کی اینٹیں کہ ایک اینٹ دوسری کو سہارا دیتی ہے''۔

مگر افسوس! آج ہمیں حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے کا درس یاد رہا ہے، نہ ملت کے متعلق جسم واحد ہونے کا خیال ہمیں آتا ہے۔ یورپ کی وطنی قومیت کے فسوں نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہ ایک عظیم المیہ ہے، جس کا امت کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس عظیم المیہ کی نوحہ گری کی جائے۔ مگر جذبات کے اظہار کیلئے ابوالکلام آزادؒ کا قلم کہاں سے لاؤں:

''پس اے عزیزانِ ملت! اور اے بقیہ ماتم زدگان قافلہ اسلام! اگر یہ سچ ہے کہ دنیا کے کسی گوشے میں بیرون اسلام کے سروں پر تلوار چمک رہی ہے تو تعجب ہے اگر اس کا زخم ہم اپنے دلوں میں نہ دیکھیں۔ اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھی ایک مسلم پیروئے توحید کی لاش تڑپ رہی ہے تو لعنت ہے ان سات کروڑ زندگیوں پر، جن کے دلوں میں اس کی تڑپ نہ ہو۔ اگر مراکش میں ایک حامئی وطن کے حلق بریدہ سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا ہے تو ہم کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے منہ سے دل و جگر کے ٹکڑے نہیں گرتے؟ ایران میں اگر وہ گردنیں پھانسی کی رسیوں میں لٹک رہی ہیں، جن سے آخری ساعت نزع

میں اشہدان لا الہ الا اللہ کی آواز نکل رہی تھی تو ہم پر اللہ اور اس کے ملائکہ کی پھٹکار ہو، اگر آج بلقان کے میدانوں میں جانشین کلمہ توحید کے سر اور سینے صلیب پرستوں کی گولیوں سے چھن رہے ہیں تو ہم اللہ، اس کے ملائکہ اور اس کے رسول کے آگے ملعون ہوں، اگر اپنے پہلوؤں کے اندر ایک لمحہ کیلئے بھی راحت اور سکون محسوس کریں۔ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ حالانکہ اگر اسلام کی روح کا ایک ذرہ بھی اس کے پیروؤں میں باقی ہے تو مجھ کو کہنا چاہیے کہ اگر میدان جنگ میں کسی ترک کے تلوے میں ایک کانٹا چبھ جائے تو قسم ہے خدائے اسلام کی کہ کوئی ہندوستان کا مسلمان، مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اس کی چبھن کو تلوے کی جگہ اپنے دل میں محسوس نہ کرے، کیونکہ ملت اسلام ایک جسم واحد ہے اور مسلمان خواہ کہیں ہوں، اس کے اعضاء جوارح ہیں۔ اگر ہاتھ کی انگلی میں کانٹا چبھے تو جب تک باقی اعضاء کٹ کر الگ نہ ہو گئے ہوں۔ ممکن نہیں کہ اس کے صدمے سے بے خبر رہیں'' (''الہلال'' ۶ رنومبر ۱۹۱۲ء)

۹۰ سال قبل جب ابوالکلام آزادؒ کا قلم معجز بیان جذبوں کی کان سے یہ حرف ہیرے نکال رہا تھا، اس وقت تو حالات بہت بہتر تھے۔ ابھی سلطنت عثمانیہ قائم تھی جس کے غازیوں نے طرابلس، بلقان اور ادرنہ میں عساکر یورپ کے خلاف بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ اس وقت تک مسلمانوں میں جوش حمیت بہت حد تک باقی تھا۔ اس وقت اس قوم کے چوٹی کے دماغ ''پان اسلام ازم'' کو اپنی دین ایمان سمجھتے تھے۔ اس وقت اقبالؒ تھے جنہوں نے کہا تھا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

....

اخوت اس کو کہتے ہیں کہ چبھے کانٹا جو کابل میں
ہندوستان کا ہر پیر وجواں بے تاب ہوجائے

آج مراکش، بلقان اور ایران سے زیادہ المناک مناظر افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور احمد آباد کی زمین نے دیکھے ہیں۔ مگر مسلمانوں میں ''پان اسلام ازم'' کے جذبات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کابل میں کانٹا چبھتا تو ہمارے شاعر ہر پیر وجواں سے بے تاب ہونے کی توقع کرتے تھے مگر آج بے گناہ افغانیوں پر ڈیزی کٹر سے تباہی پھیلائی گئی تو مسلم ممالک امریکہ سے ''تعاون'' کرر ہے تھے۔ اگر ''پان اسلام ازم'' کا وجود ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ ہمارے سامنے افغانستان پر قیامت گزر جاتی، احمد آباد میں، مسلمانوں کی لاشیں گلیوں میں رزق سگاں ہوتیں اور ہمارے قلوب گلیشیئر معمولی سے نہ بھی نہ پگھلتے؟ ابوالکلام آزادؒ نے ٹھیک ہی تو کہا تھا:

''سچ یہ ہے کہ ہم اپنے اصل ''پان اسلام ازم'' کو کھو چکے ہیں اور یہی علت حقیقی اسلام کے اصل ضعف اور

انحطاط کی ہے''۔

انیسویں صدی کے نصف تک کرہ ارضی پر رہنے والے مسلمانوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح دھڑکتے تھے کہ سیاسی اعتبار سے ان پر ''جسد واحد'' اور امت واحدہ کی اصطلاحات صادق آتی تھیں۔ یورپین اقوام نے نو آبادیاتی استعماریت کے پھیلاؤ کے بعد مسلمانوں میں نیشنلزم کے زہریلے اثرات کو پھیلانا شروع کیا۔ سلطنت عثمانیہ جو تمام دنیا کے مسلمانوں کی اجتماعی امنگوں کا مرکز تھا۔ اس کے خلاف عربوں کو قوم پرستی کی تحریک کے تحت ابھارنا شروع کیا۔ انیسویں صدی کے آخر تک ملت اسلامیہ کی وحدت میں پہلی مرتبہ شدید دراڑیں محسوس ہوئیں تو امت کی فکر رکھنے والے مسلمان دانش مندوں نے ''پان اسلام ازم'' یعنی عالمی اسلامی برادری کے تصور کو ایک دفعہ پھر نئے فلسفیانہ اسلوب میں پیش کیا۔ ان فرزندان ملت میں جمال الدین افغانیؒ اور مفتی محمد عبدہؒ اور برصغیر پاک و ہند میں ان سے پہلے شاہ ولی اللہؒ کے خاندان نے ان نظریات کو مسلمانوں میں دوبارہ زندہ کرنے کی نظریاتی تحریک شروع کی۔ بیسویں صدی کے پہلے ربع میں ہندوستان میں علامہ اقبالؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، علی برادرانؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ اور دیگر اکابرین امت نے اتحاد ملت اسلامیہ کی بھرپور تبلیغ کی، تحریک خلافت ''پان اسلام ازم'' Climax (نقطہ عروج) تھی جب مصطفیٰ کمال پاشا نے ۱۹۲۴ء میں خلافت کا خاتمہ کر دیا تو مسلمانوں کا حقیقی یا موہوم ''مرکز ملت'' پارہ پارہ ہو گیا۔

جنگ عظیم دوم کے بعد یورپی نو آبادیاتی طاقتوں نے مسلمانوں کے ملکوں کو سیاسی طور پر آزاد تو کر دیا مگر انہیں اس طرح چھوٹے چھوٹے ملکوں اور قومی ریاستوں میں تقسیم کر دیا کہ رفتہ رفتہ اجتماعی وحدت کی بجائے جغرافیائی تقسیم ایک سیاسی غیر متبدل حقیقت کی صورت اختیار کر گئی۔ اکیسویں صدی کے آغاز میں تو صورت حال اس قدر پریشان کن ہو گئی ہے کہ ملت اسلامیہ کی وحدت ایک غیر متوازن رومانوی تصور اور ایک خواب پریشان لگتا ہے۔ اس المناک صورت حال کے پیدا کرنے میں مغربی ذرائع ابلاغ، سیکولر حکمرانوں کی تہذیب مغرب سے جذباتی وابستگی اور ہوس اقتدار میں ڈوبے ہوئے مسلمان حکمرانوں نے نہایت منفی کردار ادا کیا ہے۔ اتاترک نے خلافت کی بجائے جس طرح علاقائی اور قومی ریاست کے مغربی تصور کو مسلمانوں کی ریاست میں عملی جامہ پہنایا تھا، رفتہ رفتہ عالم اسلام کے سیکولر حکمرانوں نے اس فلسفہ کو اپنا سیاسی نصب العین بنا لیا۔

اس ملک میں جہاں ''سب سے پہلا پاکستان'' کا نعرہ نہ صرف حکومتی پالیسی کا حصہ ہو، بلکہ دانشوران قوم اور حکمائے ملت کی ایک معتدبہ تعداد اسے حکمت و دانش کا عین مظہر تسلیم کرنے میں قلم و قرطاس کے سارے وسائل بھی بروئے کار لا چکی ہو، وہاں ''پان اسلام ازم'' کی تذکیر ایک عصری تقاضوں سے ماورا رومانیت، ایک بے موسمی دیوانگی اور ایک پاگلانہ جنوں نہیں تو اسے اور کیا نام دیجیے گا۔ ہمارے حکمت و دانش میں ڈوبے ہوئے عقول مقدمہ کی جانب سے افغانستان

کے مسلمانوں کی حمایت کرنے والوں کو جس طرح قلمی عتاب کے زیر بار رکھا گیا ہے، اس کو دہرانا بھی تحصیل حاصل ہوگا، مگر یہ کوئی نئی بات نہیں۔ امت مسلمہ میں ایسے حکمت مآب وجود ظہور پاتے رہے ہیں۔ ابوالکلام آزادؒ، شبلیؒ، اقبالؒ، محمد علی جوہرؒ اور علمائے دین کی طرف سے خلافت عثمانیہ کی تائید میں پیش کردہ ''پان اسلام ازم'' کو سرسید اور ان کے ہم خیال متفرنجین و متجددین تنقید کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔ آج سرسید احمد خان کا نام بھی اقبال اور جناح کے پیش روؤں میں لیا جاتا ہے۔ ان کو ''محسن ملت'' بھی قرار دیا جاتا ہے، مگر ان ''بزرگ'' کو ملت اسلامیہ سے کس قدر ''لگن'' تھی۔ اس کا مرقع آج کی نوجوان نسل کے سامنے کم ہی پیش کیا جاتا ہے۔ موصوف سلطنت عثمانیہ کے مقابلے میں ہمیشہ انگریزوں کی کاسہ لیسی اور اطاعت کی تبلیغ فرماتے رہے۔ سرسید اور ان کے بعض رفقائے علی گڑھ شروع میں ''پان اسلام ازم'' کے خلاف تھے۔ مگر مسلمانوں کے عمومی جذبات کے سامنے انہیں اپنی فکر سے رجوع کرنا پڑا۔ یہاں مناسب ہوگا کہ اس معاملے میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کی ایک تحریر سے اقتباس پیش کر دیا جائے، مولانا آزادؒ لکھتے ہیں:

''تہذیب الاخلاق' کی اشاعت اوّل میں سید مرحوم نے ایک مضمون ''شیخ الاسلام'' کے عہدے اور اختیارات کی نسبت لکھا تھا، اس میں لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ مذہباً فرض ہے کہ اپنے بادشاہ کے ہمیشہ تابع رہیں، گو وہ ترکوں کے ساتھ کیسی ہی ہمدردی رکھتے ہوں اور گو ترکی میں اور خود قسطنطنیہ میں کچھ ہی ہوا کرے''۔

۱۸۹۸ء میں جب ترکی نے یونان پر فتح پائی تو بمبئی کے مسلمانوں نے کہا کہ مسلمان تھے، اس لئے مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوتے تھے۔ سلطان المعظم (عثمانی خلیفہ) کی خدمت میں مبارک باد کا ایک تار بھیجا، اس پر سید صاحب کو اس قدر غصہ آیا کہ انہوں نے ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' میں ایک مضمون لکھا، جس میں اس حرکت کو ''خفیف الحرکتی'' سے تعبیر کیا تھا، نیز لکھا تھا کہ ''ہم کو صرف اپنی گورنمنٹ سے سروکار رکھنا چاہیے اور جو کچھ کرنا چاہیے، اس کی رضا اور حکم سے ہو۔ یہ بھی لکھا کہ بمبئی کے مسلمانوں کو ہرگز نہیں چاہیے تھا کہ تاج برطانیہ کے محکوم ہو کر ترکی کو مبارک باد دیں''۔ (ہفت روزہ ''الہلال'' جلد اوّل ۲۶ر نومبر ۱۹۱۲ء)

مولانا ابوالکلام آزادؒ مزید لکھتے ہیں کہ:

''۱۹۰۵ء میں انگریزی گورنمنٹ نے ترکی سے مصر کا ایک علاقہ زبردستی لینا چاہا، ہندوستان کے مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا۔ علی گڑھ میں بھی بعض لوگوں نے ایک جلسہ کر دیا۔ جلسے کی جب کارروائی چھپی تو بزرگان علی گڑھ کو کھٹکا ہوا کہ علی گڑھ کے نام سے کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے، وستگان کالج میں خدانخواستہ اس کفر میں شریک ہیں۔ فوراً مقامی ارکان کی ایک کمیٹی منعقد ہوئی اور انکار و بریت کا ایک تار Poineer میں چھاپا گیا۔ آزادؒ لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی اس واقعہ کے

متعلق ایک ادارتی نوٹ روزنامہ ''وکیل'' میں تحریر کیا جس میں علی گڑھ کی پالیسی پر بھی اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ مزید ان کے اپنے الفاظ ہیں:

''لیکن خدا بخشے نواب محسن الملک مرحوم اس قدر برآشفتہ خاطر ہوئے کہ علی گڑھ گزٹ میں ''کالج کے نادان دوست'' کے نام سے ''وکیل'' کے جواب میں ایک پرغضب مضمون لکھا اور اس میں سید صاحب کے مصامین کے اقتباسات دے کر ثابت کیا کہ ہم مسلمانوں کو ترکوں کے معاملات اور خلافت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ پھر ایک خط میں مجھے بمبئی سے لکھا کہ ''ہماری تیس برس کی کمائی کو تم لوگ چاہتے ہو کہ غارت کر دو''۔

اس کے بعد متواتر دو پمفلٹ بھی اردو اور انگریزی میں اس مسئلہ نسبت سے شائع کئے اور ان میں غالباً یہ بھی لکھا کہ سوائے چند غیر ذمہ دار اور نا قابل غیرت مسلمانوں کے اور کوئی معقول اور تعلیم یافتہ مسلمان ترکوں کے ان معاملات سے دلچسپی نہیں رکھتا''۔ (حوالہ ایضاً)

مگر ۱۹۱۲ء میں جنگ بلقان کے دوران علی گڑھ کی پالیسی یکسر تبدیل شدہ نظر آتی ہے۔ ترکوں کی حمایت کرنے والوں کو نا قابل عزت مسلمان کی گالی دینے والے بزرگان علی گڑھ خود مسلمان ترکوں کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں علی گڑھ میں ترکوں کی حمایت میں باقاعدہ ایک جلسہ ہوا۔ اس انقلاب حال پر مولانا ابوالکلامؒ کا طنز و استعجاب سے بھرپور تبصرہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

''یہ کیا قیامت ہے کہ علی گڑھ میں ہندوستان سے باہر کسی ایک جنگ کی نسبت جلسہ منعقد کیا گیا، اکثر ارکان اور مقامی ٹرسٹی اس میں شریک ہوئے اور یہاں تک اس کی پیمان شریعت کے عہد شکنوں کا عدوان بڑھا کر اعلانیہ چندے تک ترکوں کیلئے دیئے گئے تاریخی واقعات بھی بعض اوقات ماضی، حال کے حوالے سے عجب مشابہت رکھتے ہیں۔ قائدین علی گڑھ کی ''پان اسلام ازم'' کے بارے میں تذکرہ، جملہ ہائے معترضہ ہی سمجھا جائے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب کے احمد آباد کے فسادات کے متعلق احتجاجی بیان اور علی گڑھ کے بزرگوں کا جنگ بلقان کے دوران ترکوں کی حمایت میں جلسہ کرنے کا اقدام بظاہر ایک جیسے تو نہیں لگتے۔ لیکن نجانے ''دیوانگی تخیل'' ان دونوں میں مشابہت ڈھونڈنے کی کوشش کیوں کرتی ہے؟

نجانے کیوں جی چاہتا ہے کہ کہہ دیں کہ آج ہمیں ''حکمائے ملت'' کی بجائے ''مجذوبانِ ملت'' کی زیادہ ضرورت ہے۔ ''پان اسلام ازم'' کا ذکر جنہیں سمجھا جاتا ہے تو کیا ہوا؟ یہ امت افرنگ پسند ''فرزانوں'' کی بجائے اسلام پسند ''دیوانوں'' کی قیادت کو ترس رہی ہے۔

اے کاش، مسلمانوں میں ''پان اسلام ازم'' کا وجود ہوتا! ملت کے مصائب کا علاج حقیقی ''پان اسلام ازم'' میں ہی ہے۔ اے کاش ''ملت مرحوم'' کا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا!

عبدالرشید ارشد

امریکی دوستی، بھارتی جارحیت اور صلیبی جنگ

پاکستان کی آزادی و سالمیت پر بھارتی جارحیت کے لمحہ لمحہ بڑھتے سائے اور اندرون ملک نت نئے حوادث محب وطن عناصر کو پریشان کئے جا رہے ہیں کہ اس قضیئے کا جائزہ جرنیل کی عقل سے نہیں، ایک سپاہی کی عقل سے لیتے ہیں کہ بات سمجھنے کیلئے ''بہت بڑی عقل'' کی ضرورت نہیں ہے۔ معمولی عقل و شعور کا حامل دہقاں بھی جانتا ہے کہ دوست کے دوست کا دشمن کبھی دوست نہیں ہوتا۔ امریکہ برطانیہ پاکستان کے اتحادی اور دوست ہونے کے دعویدار ہیں۔ پاکستان اس گہری اور اٹوٹ دوستی پر فخر کرتے نہیں تھکتا۔ بھارت پاکستان کا دشمن ہے۔

پاکستان کے دونوں گہرے دوست امریکہ و برطانیہ، پاکستان کے بدترین دشمن کو تو اسلحہ فراہم کرتے ہیں، جنگی مشقوں میں اشتراک ہے۔ مگر صبر و تحمل و بُردباری اور اندرون ملک '' دہشت گردی'' کے خاتمہ کا '' دوستانہ مشورہ'' صرف پاکستان کے لئے ہے۔ دوستی کا یہ انداز چشمِ فلک نے کہاں دیکھا ہوگا اور مسلمان جرنیلوں کی بصیرت کے یہ مظاہر بھی۔ سپاہی کی عقل دوستی کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتی۔

برطانیہ نے لاکھوں پاؤنڈ کا اسلحہ بھارت کو فراہم کرنے کے معاہدے، اسی بھارتی جارحیت کے عملی مظاہرے کے دوران کئے۔ امریکہ نے جدید ترین ریڈار، جو '' دشمن'' کے ریڈار سسٹم کو جام کر سکے، جو '' دشمن'' کے ہر قسم کے فائر کے مرکز کی نشاندہی کر سکے، فراہم کرنے کے ساتھ برفانی چوٹیوں پر '' دشمن'' سے پنجہ لڑانے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے بھارتی جوانوں کو الاسکا کے ٹھنڈے علاقے میں فوجی مشقوں کی سہولت فراہم کی۔

امریکہ، پاکستان کو اندرونی دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے لاکھوں ڈالر کی امداد اور اپنے سپاہی دیتا ہے اور یہی '' جگری دوست'' پاکستان کے دشمن بھارت کے ساتھ آگرہ میں بھارت امریکہ مشترکہ فوجی مشقوں میں مصروف ہے کہ بھارت کی دشمن کے خلاف فوجی قوتِ کار میں اضافہ ہو۔ یعنی امریکہ اپنے '' دوست'' کے دشمن کو اسلحہ اور تربیت سے پختہ تر کر رہا ہے۔

امریکی دوستی کا ایک شاہکار یہ ہے کہ مشترکہ پاکستان میں عدم استحکام اور شدید ترین بے چینی پیدا رکھنے کے لئے قبائل کے علاقہ میں دینی مدارس اور علماء کے خلاف مشترکہ کارروائی ہوتی ہے تاکہ سرحدی قبائل اور حکومت میں ٹھن جائے۔ قبائلی سردار بغاوت پر مجبور ہو جائیں۔ ملک کے اندر مذہبی عناصر کے خلاف بلا جواز کریک ڈاؤن سے بے چینی ہو، پوچھا جا

سکتا ہے کہ آخر امریکہ کن مقاصد کے تحت یہ کھیل، کھیل رہا ہے اور حکومت پاکستان کی شراکت میں کھیل رہا ہے۔ فی الواقعہ یہ کھیل امریکہ و برطانیہ کا نہیں یہود کا ہے اور امریکہ و برطانیہ انہی کی کٹھ پتلیاں ہیں۔ اس حقیقت سے ہر باشعور آگاہ ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقاصد مشترکہ بھی ہیں اور الگ الگ بھی اور یہ بڑی تدریج کے ساتھ ان مقصد کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ مشترکہ مقصد میں سرفہرست اسلام کے خطرہ سے اپنے مستقبل کو محفوظ بنانا ہے۔ یہود و نصاریٰ ہوں یا ہنود و کمیونسٹ سب ہی اپنے محفوظ مستقبل کے لئے اسلام کو انتہائی خطرہ سمجھتے ہیں اور ہر قیمت پر متحد ہو کر اس کی راہ روکنا چاہتے ہیں۔ اسلام کے حوالے سے مسلم دنیا میں چونکہ پاکستان ہی نظریاتی اور ایٹمی قوت ہے، اس لئے اسے مفلوج کرنا ہر کسی کی پہلی ترجیح ہے۔

الگ الگ مقاصد میں اسرائیل اپنا دائمی تحفظ چاہتا ہے کہ اس کے "گریٹر اسرائیل" کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکے۔ گریٹر اسرائیل میں ان کے نقشے کے مطابق سعودی عرب کا مدینہ منورہ تک کا علاقہ شامل ہے۔ بقول اسرائیلی وزیراعظم عربوں سے زیادہ خطرناک مزاحمت کرنے والا صرف پاکستان ہے۔ لہٰذا یہ ہمارا دشمن نمبر ایک ہے دوسرے اور تیسرے نمبر پر عراق و ایران ہیں جن کو پہلے باہم لڑایا اور دوبارہ عراق امریکہ برطانیہ کی زد میں ہے۔

امریکہ کے مقاصد میں اسرائیل کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک خصوصاً سعودی عرب اور پاکستان کو مکمل طور پر اپنا باجگزار بنا کر رکھنا ہے۔ امریکہ کسی طور پر نہیں چاہتا کہ پاکستان آزاد و مستحکم نظریاتی ریاست کے طور پر قائم رہے کہ اس سے دوسرے مسلم ممالک جلا پائیں گے۔ امریکہ کی یہ خواہش بھی شدید تر ہے کہ پاکستان ہر معاملے میں اس کا ہی محتاج رہے اور ڈکٹیشن لے۔ امریکہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ پاکستان اور چین کی دوستی مضبوط و مستحکم ہو اور یہ دونوں ہمسایہ ملک کسی دفاعی لڑی میں منسلک ہوں۔ ان کی دفاعی اور غیر دفاعی صنعتیں پاکستان کو یورپ اور امریکہ سے بے نیاز کر دیں۔ امریکہ تمام ایسے اقدامات بڑی ڈھٹائی سے کر رہا ہے جن کے سبب دونوں ہمسایوں میں ایک دوسرے کے خلاف بداعتمادی پیدا ہو۔ کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ آج کے چین سے تعلقات ۴ سال قبل والے نہیں ہیں۔ امریکہ کی یہ بھی خواہش ہے کہ شمالی علاقہ جات، بشمول افغانستان کی واخان پٹی، عربوں کے سینے میں اسرائیلی پھانس کی طرح پاکستان اور روسی مسلم ریاستوں کے وسط میں اسماعیلی ناسور کا اہتمام کرے جو امریکی اڈے کے طور پر مسلم ریاستوں اور چین پر ہمہ وقت نظر رکھنے، بلکہ سوار رہنے کا ذریعہ ہو۔ امریکہ اس مسلم خطے سے اسلام نکالنے کے ساتھ ساتھ معدنی وسائل پر قبضہ کا بھی آرزومند ہے۔ برطانیہ ایک طرف ماضی میں افغانوں کے ہاتھوں اپنی افواج کی پٹائی اور متحدہ ہندوستان سے اقتدار کے خاتمے کا بدلہ لے رہا ہے تو دوسری طرف امریکہ سے اس کی جھچوڑی ہڈی ملنے کی آرزو، مسلسل باہر نکلی زبان سے پانی کے قطرے ٹپکا رہا ہے کہ ایسی ہڈی اسے شرقِ اوسط میں کویت، سعودیہ وغیرہ سے ملنے والے خراج سے، بطور حصہ ملتی رہی ہے بلکہ عراق پر حملوں کے تسلسل کے سبب مل رہی ہے۔ اس ہڈی کا اپنا ہی مزہ ہے۔

مذکورہ اہداف کو سامنے رکھ کر پاکستان کی حالتِ زار کا جائزہ لیجیے کہ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن"۔ امریکہ

کو اپنے اڈے دے کر ڈالر وصول کر کے اپنے کندھوں پر اس طرح سوار کرلیا ہے کہ یہ بلا کندھے سے اُتارے نہ اُترے۔ پاکستانی قیادت اور معیشت کو امریکی آکٹوپس جکڑ چکا ہے اور حکمران یہ سب جانتے ہوئے بھی، اپنی بے بسی و بے کسی کا اظہار کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں کر پاتے۔

وزیر خزانہ کا تازہ بیان اخبارات کی زینت بنا ہے کہ امریکہ کے ساتھ پاکستان کے موجودہ تعلقات کسی بھی طرح چین سے تعلقات پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ یہ عقل کا اندھا پن نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ امریکہ کو چین کے سر پر سوار کر رہے ہیں، چین کے مفادات خطرے میں ڈال رہے اور چین اس تماشے کو تحسین کی نظر سے دیکھے گا۔ کوئی عقل کا دشمن ہی ایسے بیان کی صحت پر یقین کر سکتا ہے۔

پاکستان انتہائی بے بسی سے امریکہ بہادر کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہا ہے۔ امریکی زعماء اپنے دوروں میں پہلے بھارت جاتے ہیں، انہیں اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور پھر دوسرے مرحلے میں پاکستانی قیادت کو ضبط و تحمل اور بردباری کا خوبصورت دوستانہ مشورہ دیتے ہیں اور پاکستانی قیادت زیادہ جوش و خروش سے امریکی ایجنڈے پر عمل کے لئے مستعد ہو جاتی ہے۔ آج امریکی شہہ پر بھارت لاہور پر قبضہ کی بات کر رہا ہے ورنہ بھارت کو وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب فیروز پور اور امرتسر خطرے میں پڑ گئے تھے۔ کھیم کرن کی اینٹوں سے قصور، رائے ونڈ سڑک پر سولنگ لگا تھا۔ آج ہماری منصوبہ بندی یہ ہونی چاہیے کہ بھارت کے حماقت کرتے ہی ہم فیروز پور، کھیم کرن، امرتسر اور چھمب جوڑیاں کے راستے کشمیر تک اکلوتی رسائی کو کاٹ کر بھارت کو ہوش کے ناخن لینے پر مجبور کر دیں مگر یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ''مبینہ دہشت گرد'' اور اقتدار کامل ہم آہنگی سے سیسہ پلائی دیوار بنیں گے۔ اقتدار کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ پاکستان میں کوئی دہشت گرد اور ملک دشمن نہیں ہے۔ یہ محب وطن عوام کا وطن ہے۔ جو ۱۹۴۸ء میں، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء ہر اختلاف کو پس پشت ڈال کر اپنی مسلح افواج کی پشت پر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ دہشت گرد کی گالی سے بدمزہ ہونے کے باوجود ملکی سلامتی کی خاطر آج پھر وہی کیفیت لوٹ سکتی ہے۔

قومی یکجہتی کی یہ فضا دشمن کی پالیسی کے خلاف ہے اور وہ ہر قیمت پر انتشار کی فضا قائم رکھنے میں اپنی کامیابی کی ضمانت چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے سرکاری مشینری اس کی مٹھی میں ہے۔ الا ماشاء اللہ! قوم پر خوف طاری رکھنا دشمن کی پہلی اور آخری کوشش ہے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہے۔ اس کی اس کامیابی کا خاتمہ ہی ہماری کامیابی ہے۔ آج کل یہ بات ''سلوگن'' بن چکی ہے کہ جنگ مسائل کا حل نہیں ہے۔ ایسا ہی ہوگا مگر یہ بھی امر واقع ہے کہ جہاد تمام مسائل کا حل ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں اسی جہاد کی برکت تھی کہ ۲۴ لاکھ مربع میل پر محیط حکومت میں غیر مسلم اقلیتیں بھی سکھی تھیں، بدامنی اور بے چینی نہ تھی، چہار سو خوشحالی تھی، کسی سمت سے کسی بھی طرح کے ظلم و ستم کی کوئی شکایت تاریخ ریکارڈ نہ کر سکی۔

کوئی تسلیم کرے، نہ کرے یہ اٹل حقیقت ہے جس کا اظہار امریکی صدر بش کی زبان سے بھی ہو چکا ہے کہ ہم پر

صلیبی جنگ مسلط کی جا چکی ہے۔ صلیبی برسوں سے کئی محاذوں پر حملہ آور رہے ہیں۔ مثلاً معیشت، میڈیا، صحت و تعلیم وغیرہ اور ہر محاذ پر نمایاں کامیابی کے بعد جنگ یعنی قتال کا عملی محاذ افغانستان سے شروع ہوا اور اس کا دائرہ وسیع کرنے کی خاطر امریکہ نے ''برائی کے محور'' کئی دوسرے مسلم ممالک فہرست میں شامل کر لئے ہیں۔ یہ صلیبی جنگ اپنا دائرہ کہاں تک پھیلائے گی اور کتنا عرصہ جاری رہے گی، ایک اہم سوال ہے۔ غور کریں تو ایک ہی جواب ذہن میں آتا ہے کہ مسلم ممالک اس کی لپیٹ میں ہوں گے۔ رہا سوال عرصہ کا تو اگر یہ روایتی جنگ ہے تو صلیبی اسلحہ اسے جلد ختم کر دے گا اور اگر واقعتہ یہ جہاد ہے تو لمبا ہوگا کہ جہاد فتنہ ختم کر کے دین قائم کرنے تک جاری رہتا ہے کہ قرآن حکیم میں خالق کائنات نے یہی لکھا ہے۔ بلاشبہ یہ جنگ بھیانک ہوگی، شہادتوں کی نئی تاریخ رقم ہوگی، ایٹم بم استعمال ہو سکتے ہیں، کامیابی کے لئے پوری قوم کو جسدِ واحد بن کر اپنا وجود ثابت کرنا ہوگا کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا فتح و نصرت کا وعدہ پورا ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ حکمران ہوں یا عوام درمیان کی ہر خلیج پاٹنے سے ۱۹۶۵ء کی طرح کلمہ طیبہ کا ورد کرتے دشمن پر ہر محاذ سے جھپٹنا ہوگا۔ دشمن لاہور پر قبضہ بھول کر امرتسر بچانے کی فکر کرے گا۔

مستقبل کی متوقع جارحیت کے اثراتِ بد کو کم کرنے کے لئے ہمیں چین کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ بنگلہ دیش سے دفاعی معاہدہ دونوں ہی برادر ملکوں کی بقا کا ضامن ہے۔ ایران کے ساتھ تمام غلط فہمیوں کے خاتمے کے ساتھ جڑنا ہوگا اور عرب ریاستوں کو مکمل شعور و آگہی کے ساتھ اعتماد میں لینا ہوگا کہ ہماری ''سفارتی محنت'' بھارت کے مقابلے میں ہمیشہ بہت نرم رہی ہے۔ عرب ریاستوں میں معیشت کی باگ ڈور زیادہ تر بھارتی بنیوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ عرب ممالک کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ پاکستان تم سے محبت کرنے کی سزا میں اسرائیل کا دشمن بنا۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کی حمایت سے اسرائیل زیادہ چڑ گیا تھا۔ عربوں سے پاکستانیوں کی محبت کبھی ختم نہیں ہو سکتی کہ اسلام خطہ عرب سے آیا تھا۔ حرمین شریفین خطہ عرب میں ہیں۔ جن کی عزت و توقیر پر، جن کے تحفظ کی خاطر، پاکستانی قوم ہر خطرے سے آنکھیں بند کئے اپنا تن من دھن نچھاور کر سکتی ہے۔ بظاہر تو صلیبی جنگ کا یہ آخری معرکہ ہے۔ صلیبی جس قدر منظم اور تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔ مسلمان اسی قدر بکھرے بکھرے، الجھے الجھے اور متذبذب ہیں۔

موجودہ صورت حال میں جب کہ دشمن کی چال کامیاب ہے۔ بے حوصلہ ہونے کی بجائے اپنے بے لاگ محاسبے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں کوئی عقل کل نہیں ہے۔ مسلم دنیا خصوصاً پاکستان کے صاحبانِ اقتدار کو اگرچہ ابلیس اور اس کی ذریت کبھی اس عظمت کی طرف نہ آنے دے گی کہ غلطی کا اعتراف، عظمت کی دلیل ہے مگر پھر بھی توقع یہی کی جانی چاہیے کہ اپنی غلطیوں کا جائزہ لے کر نئے سرے سے منصوبہ بندی کی جائے۔

محمد الیاس میراں پوری

عظیم مجاہد آزادی، ضیغمِ احرار.........شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند کو فرنگی سامراج کے وجودِ نامسعود سے پاک کرنے اور تحریک آزادیٔ ہند میں ہراول دستے کا کردار ادا کرنے والے جاں نثار، جانباز اور انقلابی رہنماؤں میں ایک نام شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک کے تحریک خلافت کے ہنگامہ پرور اور معرکہ خیز برسوں میں، برصغیر کی سیاسی فضا، ایک نئے شعور اور نئے ولولے سے آشنا ہوئی ہے۔ سیاسی قائدین کی صفوں میں، جوان اور سرگرم، پڑھے لکھے اور بیدار مغز آزادی خواہوں کی ایک نئی کھیپ شامل ہوئی۔ شیخ حسام الدینؒ اسی کھیپ کے ایک نمایاں فرد تھے۔ ان کے رفقاء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ادیب حریت چودھری افضل حقؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، صاحبزادہ فیض الحسنؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ اور شورش کاشمیریؒ جیسے لوگ شامل تھے۔

شیخ حسام الدینؒ یکم جون ۱۸۹۷ء امرتسر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ عزیز الدین تھا۔ وہ اپنے خاندان سمیت کشمیر سے آ کر امرتسر آباد ہوئے تھے۔ قرآن مجید کی تعلیم محلہ کے ایک بزرگ سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم ''گرو کی نگری'' سے حاصل کر کے خالصہ کالج، امرتسر سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۱ء میں تعلیم سے فارغ ہوئے تو پنجاب مارشل لاء کی زد میں تھا۔ جلیانوالا باغ کے حادثہ نے دلوں پر انگریزی راج کی ہیبت اور دہشت بٹھادی تھی۔ تاہم خلافت اور ترک موالات کی ہنگامہ آرائی انگریز کو باور کرا رہی تھی کہ مسلمان قوم کو مزید محکوم نہیں رکھا جاسکتا۔

۱۸۵۷ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ایک پرامن اور عدم تشدد کے انقلاب کی عوامی تحریک زور پکڑ رہی تھی۔ انہی ایام میں شیخ حسام الدینؒ کالج کی آزاد فضاؤں سے نکل کر جدوجہدِ آزادی میں شریک ہوئے۔ جوانی کی آرزوئیں اور والدین کی خواہشات کچھ اور تقاضا کرتی تھیں، لیکن وطنِ عزیز اپنے جوانوں کو پکار رہا تھا۔ ہندوستان کے ہر حساس نوجوان کی طرح شیخ حسام الدینؒ گھر کی آسائش چھوڑ کر مصائب و آلام کیلئے آمادہ پیکار ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ حسام الدینؒ کو مضبوط اور گھٹیلے جسم کے ساتھ ساتھ کشمیری رنگ و روغن بھی عطا کیا تھا۔ جب شیخ صاحبؒ خلافت کمیٹی کی سبز وردی پہن کر بحیثیت کیپٹن اپنی کور کے ساتھ امرتسر کے بازاروں میں مارچ کرتے تو ایسے لگتا کہ جیسے ترک فوج کا کوئی آفیسر گیلی پولی کے محاذ پر جا رہا ہو۔ ان کی یہ سج دھج شہر کے نوجوانوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ حکومت کو شیخ صاحبؒ کی یہ ادا پسند نہ آئی، اس ''جرم'' کی پاداش میں شیخ صاحبؒ کو ۷ر جنوری ۱۹۲۲ء میں گرفتار کر کے خلافت کمیٹی امرتسر کے دفتر پر قبضہ کرلیا گیا۔ ڈیڑھ سال قید اور دوسو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی، بہ صورت عدم ادائیگی مزید چھ ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔ شیخ

حسام الدینؒ کے والد صاحب کا خواب تھا کہ ان کا بیٹا سیشن جج بنے وہ بیٹے کی آئندہ تعلیم کے منصوبے بنا رہے تھے کہ بیٹا جیل چلا گیا۔ گھر والوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو والد صاحب بیٹے سے ملنے کوتوالی گئے۔ شیخ صاحبؒ کہتے ہیں:

''جب والد صاحب مجھے ملنے آئے تو میرا دل بیٹھا جا رہا تھا کہ خدا جانے کیا کہیں گے؟ جبکہ انہیں پولیس سپرنٹنڈنٹ مسٹر بی ٹی خود مجھ سے، ملانے لائے، میری نگاہیں جھکی رہیں اور وہ میری طرف دیکھتے رہے۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد والد صاحب نے کہا ''برخوردار! تم نے جوانی کے جذبات کے زیر اثر آنکھیں بند کر کے اس زندگی میں حصہ لینا پسند کیا ہے، حالانکہ ہم لوگ اتنی جلدی تمہاری ناتجربہ کاری کی وجہ سے عملی شرکت پسند نہیں کرتے تھے، لیکن تم نے ہماری نصیحت کی کوئی پروا نہیں کی۔ ہم لوگ تحریک کے مخالف نہیں تھے، بلکہ ہم تو صرف یہ چاہتے تھے، تم پہلے عملی زندگی کا کسی قدر تجربہ حاصل کر لیتے، اس کے بعد سوچ سمجھ کر حصہ لیتے تو ہمیں خوشی ہوتی، خیر جو ہونا تھا، سو ہوا۔ تقدیر میں یہی تھا لیکن اب تم ملک اور قوم کے نام پر گرفتار کئے جا چکے ہو۔ تمہارا معاملہ ذاتی نہیں رہا، نیز تمہارے ہر عمل کا اثر قوم پر پڑے گا۔ اس لئے حوصلہ نہ ہارنا اور شیخ سعدیؒ کے اس قول کو کبھی نہ بھولنا''

''برسرِ اولادِ آدم ہر چہ آید بگذرد''

یعنی! ''اولادِ آدم (انسان) پر جیسا بھی وقت آئے، گزر جاتا ہے''۔

والد صاحب کی یہ نصیحت سن کر مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ خوشی کے آنسو، پلکوں تک آن پہنچے۔ بزرگوں کی ناراضگی کا خیال ایک بوجھ تھا، جو یکا یک میرے سینے سے اتر گیا''

۱۹۲۶ء میں راج پال ایجی ٹیشن شروع ہوئی۔ پنجاب کے وہ مسلم خلافتی رہنما، جو بعد میں مجلس احرار اسلام کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اس تحریک میں پیش پیش تھے۔ شیخ حسام الدینؒ اور دیگر احرار رہنماؤں کی مسلسل کوششوں سے وہ قانون پاس ہوا، جس کے باعث مذہبی رہنماؤں کی توہین جرم قرار دے دی گئی۔

دسمبر ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں آیا، تو شیخ صاحبؒ اس کے بانی رہنماؤں میں شامل تھے۔ کہا جا سکتا ہے شیخ صاحبؒ کا ذہن مجلس احرار اسلام کے قیام سے پہلے ہی ''احراری'' تھا۔ جماعت کے قیام سے آپ کا نصب العین پورا ہو گیا۔ آپ نے مجلس احرار اسلام کی برپا کردہ تمام تحاریک میں بھرپور حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتوں سے بے نیاز ہو کر اور افرنگی جاہ و جلال کو پس پشت ڈال کر، دیوانہ وار آگے بڑھتے چلے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں تحریک کشمیر اور ۱۹۳۳ء میں تحریک کپورتھلہ کی صورت میں ریاستی جبر و استبداد کے، خلاف احرار کی مزاحمتی یلغار ہو یا ۱۹۳۴ء میں قادیان کی خود ساختہ ''مذہبی ریاست'' کی ناقابل تسخیر حیثیت کو چیلنج کرنے کا مرحلہ ہو، شیخ صاحبؒ ہمیشہ صفِ اوّل میں موجود رہے۔

۱۹۳۵ء میں، لاہور میں تحریک مسجد شہید گنج ۱۹۳۶ء میں، لکھنؤ میں تحریک مدح صحابہؓ اور پھر ۱۹۳۹ء میں ہندوستان کے طول و عرض میں تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کے معرکے آج بھی بھولی بسری داستانیں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن قافلہ آزادی کو ''قراردادِ مقاصد'' کے فیصلہ کن موڑ تک پہنچنے کیلئے انہی منزلوں اور مرحلوں سے گزرنا پڑا تھا۔ شیخ حسام الدینؒ ان خونچکاں

مرحلوں میں ہمیشہ سرخرو رہے۔ وہ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء تک کے جہادِ آزادی کے کتنے ہی رازوں کے امین، کتنے ہی پس منظر واقعات کے عینی شاہد اور کتنے ہی معرکوں کا بذاتِ خود حصہ تھے۔ اس عرصہ میں، اقبال، قائداعظم، مولانا ابوالکلام آزاد، گاندھی اور نہرو کی ہم نشینی بھی انہیں میسر آئی۔ قافلۂ احرار کی قیادت کے صلے میں آئے روز کی گرفتاریاں اور نظر بندیاں بھی ان کے مقدر میں لکھی جاتی رہیں۔

۱۹۴۶ء میں جب لارڈ ویول، لارڈ پیتھک لارنس اور سر سٹیفورڈ کرپس پر مشتمل ''کیبنٹ مشن'' برطانیہ سے ہندوستان پہنچا تا کہ آزادی کے سوال پر ہندوستانی جماعتوں کی قیادت سے فیصلہ کن مذاکرات کئے جائیں، تو مسلم لیگ اور کانگریس کے علاوہ قوم پرور قائدین کے جس وفد سے ملاقات کی گئی، اس میں شیخ حسام الدینؒ بطور صدر مجلس احرار اسلام ہند شامل تھے اور ان کے ساتھ مولانا حسین احمد مدنیؒ صدر جمعیت علماء اسلام ہند بھی تھے۔ حکومت احرار سے خائف تھی، شیخ صاحبؒ نے کرپس سے کہا کہ ہمیں تو اپنا اخبار تک نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کی مداخلت پر، لاہور سے روزنامہ ''آزاد'' کا اجراء ممکن ہوا۔ جس کے مدیر منتظم مدت العمر شیخ صاحبؒ رہے۔

پاکستان بنا تو احرار انتخابی سیاست سے دست کش ہو گئے۔ شیخ صاحبؒ حسین شہید سہروردی کے اصرار پر عوامی لیگ میں شامل ہو گئے۔ شورش کاشمیریؒ راوی ہیں کہ:

''ایک دن سہروردی نے شیخ صاحبؒ سے کہا ''شیخ صاحبؒ! سکندر مرزا کو احرار کے بارے میں غلط فہمی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کا ذہن صاف ہو جائے لیکن آپ کی اس سے ملاقات مفید ہو گی''۔ غرض شیخ صاحبؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، سکندر مرزا سے ملاقات کیلئے گورنمنٹ ہاؤس لاہور گئے۔ سکندر مرزا اپنے صدارتی جاہ و جلال کے ساتھ برآمد ہوا اور شاہانہ بے نیازی کے ساتھ فروکش ہو گیا۔ ڈاکٹر خان صاحب صوبہ کے وزیر اعلیٰ ہمراہ تھے۔ سہروردی نے مرزا سے کہا ''دونوں احرار رہنما شیخ حسام الدینؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ آئے ہیں۔ مرزا نے حقارت سے جواب دیا۔

''احرار پاکستان کے غدار ہیں''

ماسٹر جیؒ ٹھنڈی طبیعت کے مالک تھے، کہنے لگے: ''غدار ہیں تو پھانسی پر کھنچوا دیجیے لیکن الزام کا ثبوت ہونا چاہیے''۔

سکندر مرزا نے اسی رعونت سے جواب دیا: ''بس میں نے کہہ دیا کہ احرار غدار ہیں''

ماسٹر جیؒ نے تحمل کا رشتہ نہ چھوڑا لیکن مرزا نے سرکش گھوڑے کے پٹھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیا۔

وہی ژاژ خائی!

شیخ صاحبؒ نے غصہ میں کروٹ لی، مرزا سے پوچھا! ''کیا کہا آپ نے؟''

''میں نے؟''

''جی ہاں!''

''احرار پاکستان کے غدار ہیں''۔ مرزا نے مٹھی بھینچتے ہوئے کہا۔

شیخ صاحبؒ کہاں رکتے، گورنمنٹ ہاؤس، گورنر موجود، وزیراعلیٰ موجود، وزیراعظم موجود، صدر مملکت کی بارگاہ؟ فوراً جواب دیا: ''احرار غدار ہیں کہ نہیں؟ اس کا فیصلہ ابھی تاریخ کرے گی، تمہارا فیصلہ تاریخ کر چکی ہے کہ تم غدار ابن غدار ہو، تمہارے جدامجد میر جعفر نے سراج الدولہ سے غداری کی تھی، تم اسلام کے غدار ہو''۔

ڈاکٹر خان صاحب نے شیخ صاحبؒ کو آغوش میں لے لیا اور سکندر مرزا سے پشتو میں کہا: ''میں نے پہلے کہا تھا، ان لوگوں کے ساتھ شریفانہ لہجے میں بولنا، یہ بڑے بے ڈھب لوگ ہیں۔ ظاہر ہے کہ بلی ایک ہی جھٹکے میں سپر انداز ہو جاتی ہے۔ یکا یک اس کا لب ولہجہ ہی بدل گیا''۔

آنجہانی سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹوانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو شیخ صاحبؒ اس میں پیش پیش تھے۔ اس تحریک میں ہزاروں جاں نثاروں نے شہادت اور قید و بند کی زندگی کو قبول کر کے، ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کی سعادت حاصل کی۔ شیخ صاحبؒ قید کیے گئے۔

۱۹۵۶ء میں سیاسی جماعتوں پر پابندیاں اٹھیں تو شیخ صاحبؒ بھی مجلس احرار اسلام کی تجدید واحیاء کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ ۱۹۶۲ء میں انہوں نے ''متحدہ اسلامی محاذ'' قائم کر کے صدر ایوب سے رابطہ پیدا کیا اور ان کے سامنے اس وقت کے گھمبیر سیاسی بحران کے حل کیلئے خالصتاً دینی نقطۂ نظر کی ترجمانی کی۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی لیکن ''دینی سیاست'' کی یہ صورت گری ''اتحادی سیاست'' کے مفاداتی اور طبقاتی عزائم کی تکمیل میں سرگرم عناصر کو سخت ناپسند ہوئی۔ چنانچہ اس محاذ کو غیر مؤثر بنا دیا گیا۔

شیخ صاحبؒ نہ صرف مدبر سیاستدان تھے بلکہ منجھے ہوئے صاحب قلم بھی تھے۔ انگریز مصنف ایڈورڈ تھامسن نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں پر روا رکھے گئے ظلم وستم پر ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام "The Other Side of the Medal" تھا۔ شیخ صاحبؒ نے اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ ''انقلاب ۱۸۵۷ء..... تصویر کا دوسرا رخ'' کے نام سے کیا۔ ان دنوں جیل میں تھے۔ یہ ترجمہ تقسیم سے بہت پہلے تقسیم ہوا تھا اور آج تک اپنے موضوع پر ایک لاجواب چیز ہے۔ ''غبارِ کارواں'' شیخ صاحبؒ کے ان متفرق مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں ان کی ذاتی اور مجلسی زندگی کے مختلف اہم ادوار کی صحیح نقشہ کشی اور اس زمانہ کے تمام دینی وسیاسی تغیرات کا پورا شعور اور بصیرت کے ساتھ تجزیہ کیا گیا ہے۔

نصف صدی تک انگریزی راج اور اس کی باقیات و آثار سے نبرد آزما رہنے والے اسلام کے اس فرزند نے ۲۱/جون ۱۹۶۷ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

شورش کاشمیریؒ

جن لوگوں نے تحریک ختم نبوت پر ظلم کیا تھا......!

اللہ تعالیٰ سردار عبدالرب نشتر کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ایک دن عندالملاقات راقم سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''ختم نبوت کی تحریک کے دوران جن لوگوں نے اقتدار کے زعم میں فدایانِ محمد ﷺ کا خون بہایا، اُن کا انجام ورق عبرت ہوگیا۔انہیں قدرت نے اتنی زبردست سزا دی کہ اس کا تصور کرتے ہوئے جی کانپتا ہے۔وہ سزا کیا تھی اور عبرت کیا؟ سردار صاحب نے تفصیلات نہیں بتائیں لیکن راقم بعض واقعات سے آگاہ ہے۔مثلاً قلعہ لاہور میں علماء کو تفتیش کیلئے رکھا گیا تو پولیس کا جو آفیسران علماء پر مامور تھا۔اُس نے اتنی گندی زبان استعمال کی کہ ہم ملفوف سے ملفوف الفاظ میں بھی بیان نہیں کر سکتے۔پھر اس کا جو انجام ہوا، ہمارے سامنے ہے۔اگلے ہی دن اُسی کی جوان لڑکی تالاب میں ڈوب کر مرگئی۔قدرت یونہی عبرت سکھاتی ہے۔

ایک دوسرے سپرنٹنڈنٹ پولیس جوان دنوں سی آئی ڈی میں اے سیکشن کے انچارج تھے۔ایک مسلح دستہ پولیس لے کر مال روڈ پر نوجوانوں کو شہید کرتے رہے۔انہوں نے مال روڈ پر چینی لنچ ہوم کے سامنے دو درجن نوجوانوں کے ایک ہجوم پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے کی پاداش میں گولیوں کی بارش کروائی۔کئی ایک نوجوان شہید ہوگئے۔وہ ان لاشوں کو ٹرک میں لاد کر جانے کہاں لے گئے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سپرنٹنڈنٹ پولیس کو چند دنوں ہی میں سزا دی۔اُس کا بیٹا کھیلتا ہوا اس طرح گرا کہ اس کے پیٹ میں شکستہ بوتل کے ریزے چلے گئے اور وہ آناً فاناً رحلت کرگیا۔وہ ایک ہی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا جو خود اپنے حلقوں میں کبھی عزت پیدا نہ کر سکا۔اس پر پولیس کے اہلکار اور آفیسر لعنت بھیجتے رہے کہ وہ نوکری کے غرور میں اندھا ہو چکا تھا۔ہر شخص کو معلوم ہے کہ ایک ڈپٹی کمشنر جس نے مسلمان عوام پر تحریک کے چار دنوں میں وحشیانہ ظلم کیے، پاگل ہوگیا تھا پھر بہت دنوں پاگل خانے میں رہا.......... یہ تو خیر معمولی افسروں کے واقعات ہیں اور راقم کو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ بعض پولیس آفیسر جو فدایانِ ختم نبوت کے معاملہ میں فرعون ہوگئے تھے، اُن کا انجام کیا ہوا اور وہ کس طرح تڑپ تڑپ کر مرتے رہے اور اُن کی اولاد پر کیا بیتی؟

ملک غلام محمد اُن دنوں گورنر جنرل تھے۔انہوں نے ہماری ثقہ معلومات کے مطابق شیخ دین محمد گورنر سندھ کی اس تجویز کو مسترد کر رہا تھا کہ قادیانی فرقے کو فی الفور اقلیت قرار دیا جائے۔شیخ صاحب نے اس سلسلے میں ایک آئینی ودستوری مسودہ تیار کیا۔بحمدللہ وہ محفوظ ہے، لیکن ملک غلام محمد بعض عادتوں میں سرظفراللہ خان کے ساتھی تھے۔انہوں نے ختم نبوت کے مضمرات پر غور نہ کیا اور قیمتی مسودہ ٹھکرا دیا بلکہ اس جرم میں ایک سازش کے تحت شیخ صاحب کو گورنری سے سبکدوش کر دیا۔ملک غلام محمد کس

طرح مرے؟ سب کو معلوم ہوا۔ وہ آخری ایام میں دماغ کے تعطل کا ورق عبرت تھے۔ کسی مسلمان کہلانے والے کی موت اس سے زیادہ عبرت ناک کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مر جائے تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے۔ ملک غلام محمد گوروں کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور اب شاید وہ قبر ہی مٹ چکی ہے۔ کسی پھول یا چراغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی مسلمان انہیں عزت سے یاد نہیں کرتا اور نہ کسی رعایت اُن کا عزت سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ وہ خدا و عوام دونوں کے معتوب ہو کر مرے تھے۔

اسکندر مرزا اُس زمانہ میں ڈیفنس سیکرٹری تھے۔ وہ ختم نبوت کی تحریک کو کچلنے کیلئے اتنے بے تاب تھے کہ لاہور گورنر ہاؤس میں افسران مجاز سے چیخ چیخ کر پوچھتے کہ مجھے یہ نہ بتاؤ کہ فلاں جگہ امن قائم ہوگیا ہے، یہ بتاؤ کہ تم کتنی لاشوں کا مژدہ لائے ہو، کوئی گولی ضائع تو نہیں ہوئی۔ اس اسکندر مرزا کے انجام سے ایک دنیا واقف ہے کہ ملک سے نکالا گیا، لندن کے ایک ہوٹل میں منیجر ہوگیا۔ پھر وہاں فاحشہ عورتوں کی دلالی کرتا رہا۔ آخر بے بسی میں نذر اجل ہوا تو لحد کیلئے وطن کی زمین نصیب نہ ہوئی، دیارِ غیر میں مرا اور ایک دوسرے ملک میں قبر کیلئے جگہ ملی۔

یہ واقعات ہم نے اس لئے لکھے ہیں کہ آج بھی سرکاری ایوانوں میں بعض اس قسم کے وزراء و حکام موجود ہیں جنہیں مزدور کے پسینہ سے تو ہمدردی ہے لیکن ختم المرسلین ﷺ کے ناموس سے نہیں۔ ہم انہیں یہی کہیں گے ؎

’’خدا کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈرو‘‘

(اداریہ ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور/ یکم جولائی ۱۹۷۴ء)

چنڈیوں کا بغیر آپریشن حیرت انگیز اور مؤثر علاج

صرف مؤثر حقیقی کے فضل سے ہاتھ پاؤں کی شدید تکلیف دہ بیماری چنڈیوں کا آسان اور تسلی بخش علاج دستیاب ہے

ایک بار کورس منگوائیں...... بغیر آپریشن مرض سے نجات پائیں
پہلے ہی دن سے آرام...... ہفتہ عشرہ میں مرض کا اختتام

کسی دن صبح 7 تا 9 بجے فون نمبر: 04523-799159 پر رابطہ کریں

وقت
بروز جمعہ، ہفتہ: 12 تا 4 بجے کے علاوہ سارا دن
اسی شام کے بعد عشاء تا 11 بجے رات

پورے اعتماد سے مشورہ کریں

نیز
موہکوں، بچوں کے سوکھا پن، اٹھرا، اولاد نرینہ، خارش تر، گرمی اور بغیر آپریشن آسائی ولادت کے کورسز کا بھی بندوبست ہے

ڈاک کا پتا | العافیت دواخانہ، جھاوریاں (سرگودھا)

پروفیسر خالد شبیر احمد (قسط نمبر:۴)

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے'' اس مطالبے کو تحریک کی شکل دینے کیلئے مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان سے پہلے ہی کام شروع کر دیا تھا۔ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر اعزازی بیعت کر کے انہیں ''امیر شریعت'' کا خطاب دیا اور قادیانیت کے خلاف تحریک میں انہیں مسلمانوں کا امیر مقرر کیا۔ چنانچہ امیر شریعتؒ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبے کو عوامی تحریک میں تبدیل کر دیا اور اب قادیانی قیامت کے لئے آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں۔ جو ملت اسلامیہ کا ایک ایسا کارنامہ ہے، جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے، کم ہے۔ امیر شریعتؒ نے ۱۹۳۴ء میں قادیان پر یلغار کر کے اس قادیانی ریاست کے در و دیوار پر لرزہ طاری کر دیا تھا ورنہ قادیان کے اندر رہنے والے مسلمان قادیانیوں کے جبر و تشدد کے سامنے بے بس تھے، کوئی مسلمان ان کی مدد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہاں کے مسلمانوں کو طرح طرح سے تنگ کر کے یا پھر انہیں نوکری اور شادی کا لالچ دے کر قادیانی بنانے کی کوشش کی جاتی، ان تمام قادیانی ہتھکنڈوں کے خلاف جو مسلمان سر اٹھاتا، قتل کر دیا جاتا۔ ایسی صورت میں مجلس احرار اسلام نے ہی امیر شریعتؒ کی قیادت میں قادیانیوں کے اس قلعہ کو نہ صرف فتح کیا بلکہ وہاں پر جماعت کا ایک منظم اور مؤثر ادارہ قائم کر کے وہاں مسلمانوں کے دل بڑھائے، ان کے اندر جرأت اور اعتماد پیدا کیا کہ وہ قادیانیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام دے سکیں۔ مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان اور مولانا عنایت اللہ چشتیؒ قادیان میں مجلس احرار اسلام کے اس مضبوط مرکز کے انچارج تھے۔ جنہوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جماعتی فرائض سر انجام دیئے۔ جن کی قیادت میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں قادیانی دجل کا پردہ چاک ہوا اور مسلمان ایک مضبوط اور مؤثر قوت کے طور پر اُبھر کر قادیانیوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔

قادیانیت کا محاسبہ احرار کی طرف سے بڑی شدت کے ساتھ جاری تھا کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد پاکستان قائم ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانی اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ پاکستان پہنچے۔ پنجاب کے انگریز گورنر سر فرانسس موڈی کی سفارش پر ربوہ کی سرزمین تین پیسے فی مرلہ کے حساب سے سو سال لیز پر انجمن احمدیہ کے سپرد کی گئی اور یوں قادیانیوں کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے ایک مرکز مل گیا جس کے ذمے سادہ مسلمانوں کو مرتد کرنے اور پاکستان کو ایک قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قادیانیوں کو پاکستان کی فوج میں بھرتی کرایا گیا تاکہ بوقت ضرورت ان سے کام لیا جا سکے۔ ''الفرقان'' نامی بٹالین بنائی گئی۔ اگرچہ یہ بٹالین پاکستان کی باقاعدہ

فوج کا حصہ نہیں تھی تاہم فوجی وردی میں ملبوس قادیانی نوجوان فوجی تربیت کے میدان میں پاکستانی فوج سے کم بھی نہیں تھے۔اسی ''الفرقان'' بٹالین کی گولیوں سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔قادیانیوں کی طرف سے پاکستان کی کلیدی اسامیوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنے مفادات کیلئے استعمال کیا گیا۔حالات وواقعات سے یہ بات صاف طور پر نظر آ رہی تھی کہ قادیانی پاکستان پر اسی طرح قبضہ کرنا چاہتے ہیں جس طرح امریکہ کے اندر یہودیوں نے اقلیت میں ہونے کے باوجود قبضہ کر رکھا ہے۔اس سلسلے میں قادیانیوں کو بیرون ملک سے دشمنانِ اسلام کی پوری امداد اور حمایت حاصل تھی۔ایسے اشتعال انگیز بیانات دیئے گئے،جن سے قادیانی تیور بآسانی بھانپے جاسکتے تھے۔بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔مرزا بشیرالدین محمود کی طرف سے ''الفضل'' میں یہ اعلان بھی شائع ہوا''۱۹۵۳ء نہ گزرنے پائے،ملک کے اندر ایسے حالات پیدا کر دو کہ دشمن آغوشِ احمدیت میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائے''۔قادیانیوں کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ ''وقت آ گیا ہے کہ انتقام لیا جائے گا،ملا احتشام الحق سے،ملا عبدالحامد بدایونی سے،ملا محمد شفیع سے،ملا عطاء اللہ شاہ بخاری سے اور ملا مودودی سے''۔غرض یہ کہ قادیانیوں کے ان بیانات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ انہیں اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ پاکستان پر ان کا اثر ورسوخ اتنا شدید اور مکمل ہو چکا تھا کہ وہ کسی وقت بھی پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔لیکن تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء نے ان کے ایسے تمام عزائم کو خاک میں ملا دیا،ان کا یہ ''سنہری خواب'' شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔خدا کے فضل وکرم اور مسلمانوں کے تعاون سے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اپنے بعد ایسے تأثرات چھوڑ گئی اور مسلمانوں پر یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ قادیانی نہ صرف اسلام کے غدار ہیں بلکہ وہ پاکستان کے بھی غدار ہیں۔۱۹۵۳ء کی اس تحریک میں بھی مجلس احرار اسلام کا کردار ایک بنیادی کردار تھا۔جس کی دعوت پر ملک کے اندر تمام سیاسی اور دینی جماعتوں نے اسلامی اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر قسم کی قربانی دے کر یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کے اندر رسول ﷺ کے باغیوں کے قیام کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ اپنی اس بغاوت کا کھلم کھلا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو کافر تسلیم کر لیں۔اس تحریک کے بعد ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کیلئے تیسری تحریک شروع ہوئی۔یہ تیسری تحریک،پہلی تحریک (۱۹۳۴ء) کا ہی تتمہ تھی۔لیکن پہلی تحریک سے لے کر دوسری تحریک تک،دوسری سے تیسری تحریک تک مجلس احرار اسلام نے ایک نئے انداز میں قادیانیوں کا محاسبہ کیا۔جس طرح ان کے مذموم عزائم کو بے نقاب کیا۔دن رات محنت کر کے احرار رضا کاروں نے گلی گلی،کوچے کوچے،میں گھوم پھر کر،شہروں اور دیہاتوں کے اندر جلسوں کے ذریعے،پریس کانفرنسیں کر کے،اشتہار شائع کر کے،پمفلٹ لکھ کر قادیانیوں کا محاسبہ کیا۔ان کے مکروہ چہرے سے نقاب کشائی کا فریضہ ادا کیا۔وہ تاریخ اسلام کا ایک ایسا زریں باب ہے جس پر پوری ملت اسلامیہ قیامت تک فخر کرتی رہے گی۔

تحریک قادیان ۱۹۳۴ء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی دوسری تحریک سے لے کر ۱۹۷۴ء کے اندر ختم نبوت کی تیسری تحریک نہ جانے جماعت احرار کو ملک کے اندر کتنی بار نامساعد حالات پیدا ہوئے،کتنے ہی مشکل مراحل سامنے آئے،کتنے ہی

خطرناک موڑ نمودار ہوئے لیکن مجلس احرار اسلام کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ انہوں نے کبھی بھی ردّ مرزائیت اور محاسبۂ قادیانیت کی منزل کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ اس میدان میں کوئی دوسری تنظیم، کوئی دوسرا ادارہ یا کوئی دوسری سیاسی و دینی جماعت ایسی نہیں ہے کہ اسے احرار کا ہم پلہ قرار دیا جا سکے۔

مجلس احرار اسلام کی اس محنت، ایثار، قربانی کا آخر نتیجہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو نکلا، جب حکومت وقت نے قادیانیوں کو آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم قرار دے کر مسلمانانِ پاک و ہند کا یہ دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی دن نہ صرف پاکستان کی دینی و سیاسی تاریخ میں ایک نمایاں و منفرد مقام رکھتا ہے بلکہ تاریخ اسلام میں بھی اسے ایک نمایاں مقام حاصل ہے کہ جس دن مملکت خداداد پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک طویل بحث کے بعد اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کی سرکاری طور پر توثیق کرتے ہوئے اعلان کر دیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد جو شخص بھی دعویٰ نبوت کرتا ہے، وہ دین اسلام سے خارج ہے اور اس کو کسی بھی رنگ میں نبی یا پیشوا ماننے والے کا اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔

اکابرین احرار اسلام اور دوسرے اکابرین اسلام ۱۹۱۶ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک جو کچھ محاسبہ قادیانیت کے لئے کیا اسی کی داستان کتاب زیر نظر کا نفس مضمون ہے۔ یہ تقریباً ایک سو سال کی وہ داستان ہے جس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں، شب و روز کی محنت، حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس سے محبت اور بے پناہ عقیدت کی کہانی بھی شامل ہے۔ ۱۹۰۸ء تک کے حالات تو پہلے محفوظ ہو چکے ہیں۔ ''تاریخ محاسبۂ قادیانیت'' کے نام سے یہ کتاب چھپ کر امت مسلمہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ مسلمانوں نے اس کتاب کی جس طرح پذیرائی کی ہے اور جس طرح اسے سراہا ہے، وہ میرے لئے انتہائی عزت اور حوصلہ کا باعث ہے۔ ۱۹۰۸ء کے بعد کے حالات کو اس کتاب کے ذریعے امت تک پہنچانے کا وعدہ اب پورا ہو رہا ہے۔ اس اہم کام کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے کہ اس کی توفیق کے بغیر کسی کام کا تصور بھی ممکن نہیں۔

کتاب کی اشاعت ممکن نہ ہوتی اگر مجلس احرار اسلام اس سلسلے میں میری رہنمائی نہ کرتی۔ دراصل اس کتاب کی اشاعت مجلس احرار اسلام کی مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق ہے۔ جس میں مجھے سارے کام چھوڑ کر کتاب کی تصنیف اور ترتیب کے کام پر مامور کیا گیا۔ الحمدللہ کہ کتاب کا دوسرا حصہ بھی پہلے حصے کی طرح ملت کے سامنے ہے۔ جس کا حرف حرف ملت اسلامیہ کی صداقت اور قادیانی فتنہ کے جھوٹ اور کذب کی ایک ایسی داستان ہے جس سے کسی ذی شعور انسان کو انکار کی مجال نہیں۔ غرض یہ کہ کتاب کی ترتیب و تدوین اور اس کی اشاعت کا سارا اعزاز مجلس احرار اسلام کو ہی جاتا ہے، جس جماعت کے بارے میں کہا جا سکتا ہے۔

دھڑکے ہے جو دل ان کا فقط دین کی خاطر
ہر ایک معاند سے خبردار ہیں احرار

فتنہ قادیانیت کا ارتقاء اور حکیم نور الدین(۱۸۴۱۔۱۹۱۴ء): مرزا غلام احمد کی موت کے بعد اس کی اس وصیت کے مطابق کہ جماعت احمدیہ کے جملہ انتظامات انجمن احمدیہ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ حکیم نور الدین قادیان کی گدی پر مرزا صاحب کے جانشین کے طور پر براجمان ہوئے۔ حکیم نور الدین ۱۸۴۱ء میں بمقام بھیرہ (ضلع سرگودھا) پیدا ہوئے۔ حکیم نور الدین ایک اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے۔ والد کا لاہور کے اندر پرنٹنگ پریس تھا۔ بچپن سے ہی اسے اسلامیات سے رغبت تھی۔ ۱۲ ربرس کی عمر میں ہی اس نے اپنے بڑے بھائی سے عربی اور اسلامیات کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔ اوائل عمری میں ہی اسلامیات، عربی، منطق اور فلسفے کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیرہ جو خیر بار کہہ کر لاہور چلے آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے طب کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے بھوپال، روہیل کھنڈ اور دہلی کا دورہ بھی کیا۔ جہاں سے حکیم نور الدین مکے اور مدینے چلے گئے۔ مکے اور مدینے کے علماء کے ساتھ کچھ عرصہ (۱۹۶۵۔۶۶ء) قیام کرنے کے بعد جب واپس آئے تو اچھے خاصے صاحب علم شمار کئے جانے لگے۔ کچھ عرصہ تک پنڈ دادنخان میں بطور معلم بھی کام کیا۔ لیکن اس کام کو اپنی افتادِ طبع کے خلاف گردانتے ہوئے اس پیشے کو ترک کر کے واپس بھیرہ آ گئے اور یہاں آ کر بطور حکیم طب کی طرف توجہ دینا شرع کر دی۔ طب میں ان کی طبیعت لگی اور بطور حکیم اچھی خاصی شہرت حاصل کر لی۔ ۱۸۷۶ء میں کشمیر کے اندر مہاراجہ رگھبیر سنگھ کے دربار میں ریاست کے ایک ہندو پولیس افسر لالہ مہنتا داس اور کشمیر کے نام ور مؤرخ دیوان کرپارام کی مدد سے شاہی حکیم کے طور پر نوکری حاصل کر لی۔ ۱۸۷۷ء میں حکیم نور الدین نے دہلی دربار کی تقریب میں بھی شرکت کی۔ جہاں ملکہ وکٹوریہ کو باقاعدہ دہلی کی ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔

حکیم نور الدین چونکہ بڑے ہوشیار، چالاک اور زیرک انسان تھے۔ اس لئے انہوں نے کشمیر کے اندر رہتے ہوئے انگریز افسران سے خصوصی رابطہ قائم کر لیا۔ جو وقتاً فوقتاً کشمیر میں مختلف امور یا پھر بغرض سیر و سیاحت آتے رہتے تھے۔ یہیں سے انہیں انگریزوں کی قربت کا ''اعزاز'' حاصل ہوا اور ان کی رگ و پے میں انگریزوں سے وفاداری کے جراثیم پرورش پانے لگے۔ بعض انگریز افسران کے ساتھ تو ان کے خصوصی دوستانہ مراسم قائم ہو گئے۔ جنہوں نے انہیں مہاراجہ کشمیر کی در پردہ سرگرمیوں کی اطلاع فراہم کرنے پر مامور کر دیا اور یوں حکیم نور الدین صاحب نے حکمت کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے جاسوس ہونے کا شرف بھی حاصل کر لیا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر برطانوی حکومت روس کی وسطی ایشیاء میں دلچسپی کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ خود مہاراجہ کشمیر نے بھی در پردہ روس کی حکومت سے رابطے قائم کر رکھے تھے۔ وہ برطانوی تسلط سے گلوخلاصی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس ضمن میں اس نے ۱۹۶۵ء میں پوشیدہ طور پر ایک وفد بھی تاشقند بھیجا جسے اس مشن میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ زارِ روس اُس وقت ہندوستان کے اندر بھی آزادی کی تحریک کا ساتھ دے کر انگریزوں کی مخالفت کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتے تھا۔ پانچ سال بعد مہاراجہ کشمیر نے دوسرا وفد بابا کرم پرشاد کی قیادت میں روس بھیجا۔ اس کی وفد کی غرض و غایت بھی فوجی امداد حاصل کرنا تھی۔ لیکن اسے بھی پہلے وفد کی طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ (جاری ہے)

تبرکاتِ امیرِ شریعت

نعت

لولاک ذرہ ز جہان محمد است
سبحان من یراہ چہ شان محمد است

سیپارۂ کلام الٰہی خدا گواہ
آن ہم عبارتے ز زبان محمد است

نازد بہ نام پاک محمد کلام پاک
نازم بہ آن کلام کہ جان محمد است

توحید را کہ نقطۂ پرکار دین ما است
دانی کہ نکتۂ ز بیان محمد است

سر قضا و قدر ہمیں است اے ندیم
پیکان امر حق ز کمان محمد است

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

قبل از تقسیم برصغیر کی بات ہے۔ کہ کسی نجی مجلس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ نے اپنی یہ نعت سنائی۔ اور پھر میری استدعا پر آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنی قلم سے تحریر فرمائی اور میرے حوالہ کر دی۔

شاہ جیؒ کا دیوان سواطع الالہام کے نام سے بہت عرصہ کے بعد شائع ہوا۔ جس کے صفحہ ۷۲/۷۴ پر یہ نعت درج ہے ـــــــ بندہ محمد حسن چغتائی (احرار)

۱۵ رجون سنہ ۱۹۸۲ء
۲۲ رشعبان المعظم سنہ ۱۴۰۲ھ

ن: حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کا یہ عکسِ تحریر حضرت محمد حسن چغتائی رحمہ اللہ (م ۱۹۹۲ء) سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان کے کاغذات میں ملا۔ اُن کے فرزندِ محترم عابد چغتائی صاحب نے کمال شفقت و مہربانی کرتے ہوئے ہمیں عطا فرمایا جسے قارئینِ نقیب کے لئے پہلی مرتبہ شائع کیا جارہا ہے (ادارہ)

سید محمد یونس بخاری

میرے آقا، میرے مولا رحمۃ اللعالمین ﷺ

الصلوٰۃ والسّلام اے سرور دنیا و دیں
الصلوٰۃ والسّلام اے منبع صدق و یقیں
الصلوٰۃ والسّلام اے مظہر نور مبیں
الصلوٰۃ والسلام اے ناز رب العالمیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

آپ سے پہلے جہانِ آدمی کچھ اور تھا
باعث سرمستی و وارفتگی کچھ اور تھا
منبع خوش بختی و تابندگی کچھ اور تھا
ظلمت شب کی طرح تھی تیرہ بختی جاگزیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

جس نے اس تصویر میں رنگ حقیقت بھر دیا
چشمۂ بے نور میں نور بصیرت بھر دیا
آدمی کے دل میں جذب آدمیت بھر دیا
آپ ہیں ان رفعتوں کے تاجور مہر مبیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

آپ ہیں اس گلشن توحید کی خوش کن بہار
آپ ہیں ملک رسالت کے شہہِ عالی وقار
شاہد خوباں ہیں اور محبوبِ رب کردگار
غمگسار عاصیاں جز آپ کے کوئی نہیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

جب عزائم مضمحل ہوں ، دامنِ دل ہو فگار
آپ کا اسم گرامی بخش دیتا ہے قرار
آپ سے توقیرِ انساں ، آپ سے رنگِ بہار
محشر ہستی نگاہِ پاک سے حُسن آفریں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

آپ کے در سے ملا جو کچھ ملا جس کو ملا
خوب برسی آپ کی بارانِ رحمت کی گھٹا
آپ کے لطف و کرم کی انتہا بے انتہا
آپ کے مرہون ہیں یہ آسماں اور یہ زمیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

اس جہانِ رنگ و بو میں آپ کا ہمسر نہیں
باطن و ظاہر نہیں ہے ، اوّل و آخر نہیں
آپ کی الفت سے بڑھ کر کوئی مال و زر نہیں
آپ سا خیر البشر کوئی نہیں کوئی نہیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

یا شفیع المذنبیں یا حضرتِ خیر الانام
یا حبیب کبریا لے لیجیے میرا سلام
یا رؤف یا رحیم ، لا خلاف لا کلام
باعث ایجاد عالم آپ ختم المرسلیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

السلام اے سرور کونین وجہِ دو جہاں
السلام اے صاحب لولاک روح کن فکاں
السلام اے باعث تسکین قلب عاشقاں
السلام اے محترم بر آسماں اندر زمیں
میرے آقا میرے مولا رحمۃ اللعالمیں

مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ

نعت

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بہ شکل رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے ظن تمہیں محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا دفا کا ہم سے کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو پیام دل کا کہوں میں اُن سے سلام لے لو

شورش کاشمیریؒ

کہاں ہیں سید الکونین کی اُمت کے دیوانے؟

ضرورت ہے سیاسی نوجوانوں کی ضرورت ہے
مجھے اس مملکت کے پاسبانوں کی ضرورت ہے
لرز جائے زمیں قادیان جن کے تہوّر سے
اب ایسے انقلاب آور نشانوں کی ضرورت ہے
وضاحت کر نہیں سکتا مگر آواز دیتا ہوں
کہ اس کرب و بلا میں سخت جانوں کی ضرورت ہے
کہاں ہیں سید الکونینؐ کی امت کے دیوانے؟
کہ ناموس نبیؐ کے پاسبانوں کی ضرورت ہے
اٹد آئے تھے جو تاریخ میں کشور کشا ہوکر
یہاں اسلام کو ان تیغ رانوں کی ضرورت ہے
عزیزو شاعر مشرق کا لہجہ ڈھونڈ کر لاؤ
سوادِ ایشیاء کو ایسے خوش بیانوں کی ضرورت ہے

(انتخاب: شیخ حسین اختر لدھیانوی)

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9، کالج روڈ۔ ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

انور مسعود

عالمی دہشت گردوں کے نام

(افغانستان، فلسطین اور احمد آباد (بھارت) کے پس منظر میں)

آج تمہاری خونخواری پر حیرت ہے حیوانوں کو
تم تو کل تہذیب سکھانے نکلے تھے انسانوں کو

کیسا شوق چرایا تم کو شہروں کی بربادی کا
جگہ جگہ آباد کیا ہے تم نے قبرستانوں کو

تم نے تو سچائی کو مترادف سمجھا لاٹھی کا
عین ترازو جان لیا ہے تم نے تیر کمانوں کو

ہنستے بستے قریے تم نے شعلوں میں کفنائے ہیں
ریت میں دفن کیا ہے تم نے کتنے نخلستانوں کو

تم وہ ہیرو جن کے ستم پر ہیروشیما رویا ہے
شیوۂ خوں آشام تمہارا شرمائے شیطانوں کو

زنداں زنداں بھیڑ لگائی بے تقصیر اسیروں کی
مقتل میں تبدیل کیا ہے تم نے پھر زندانوں کو

کتنے ہی معصوم سروں سے تم نے چھاؤں چھینی ہے
کتنا دکھ پہنچایا تم نے ننھی ننھی جانوں کو

اتنے بھی سفاک منافق دنیا نے کب دیکھے تھے
کتوں کا منہ چومنے والے قتل کریں انسانوں کو

ظلم و ستم کی خونی شب کا منظر بجھنے والا ہے
اک عنوان فراہم ہوگا عبرت کے افسانوں کو

ان کے سروں پر آن کھڑی ہے کڑی گھڑی غرقابی کی
سیلِ زماں اب لے ہی چلا فرعونوں کو ہامانوں کو

باطل کا بے ہنگم غوغا کوئی دم کا مہماں ہے
کوئی شور دبا نہیں سکتا مستِ الست اذانوں کو

....

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری علیہ الرحمۃ
(غیر مطبوعہ)

نذرِ وطن

ہم زندہ و پائندہ و تابندہ رہیں گے
ہر مطلعِ گیتی پہ درخشندہ رہیں گے

ہے خاکِ وطن رفعتِ افلاک سے برتر
ہے اس کی زمیں گلشنِ بے خار کا منظر

اپنا تو سدا مہر و محبت پہ یقیں ہے
"جو غیر کے آگے کے نہ جھکے، اپنی جبیں ہے"

ہم اب بھی زرہ پوش ہیں، شمشیر بکف ہیں
"موتی ہیں جو آسودۂ آغوشِ صدف ہیں"

ہم سے جو کوئی جرأتِ پیکار کرے گا
"وہ جادۂ رسوائی کو ہموار کرے گا"

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

گرمی دا مزہ لَین ، مُولتان چلیے

پچھلے شمارہ میں طبع شدہ ،سائیں اللہ دتہ بھیروی کی پنجابی نظم پر، اُسی زمین میں جناب حبیب الرحمٰن بٹالوی نے طبع آزمائی کی ہے۔امید ہے قارئین محظوظ ہوں گے۔(ادارہ)

''احمد بشیر داوی ''نیا اے زمانہ'' ویکھو / بیٹی بھاویں بہن ہووے کہندا جان! چلیے''

پاگلاں دا ہاسا ہُندا بس ماں بہن تائیں / اوہنے تے جی وِیکھنا اے منجی وان ، چلیے

بہو کہندی، سَس میری بڑی ای کپتّی اے / ہر ویلے کردی اے لعن طعن ، چلیے

گوشت خریدن دی حالے کوئی لوڑ نہیں / عید دی فریزر وچ ہے گی ران ، چلیے

اپنے نصیباں وچ ناشتہ وی خورے نہیں / مُک گئی اے چُلہیّے وچّوں گیس فان ، چلیے

''ڈیرہ اڈا'' چل کے کڑاہی گوشت کھاواں گے / ایتھے تے ملنے نیں سُکّے نان ، چلیے

موت تیرے پِچھّے وے تے کر یاد سوہنیا / حُسن ،عہدے ، مایہ دا نہ کرمان، چلیے

ورثے دی ونڈ وچ قابض ڈنڈی ماردے / حق جیہڑا منگے اوہو بے ایمان ، چلیے

قہرِ خدا کولوں ڈردے نہیں ذرا وی / حافظ ، حاجی ، پیر لگے سُور کھان ، چلیے

اللہ تعالیٰ! اوہناں دا کباڑا کڈھ وَکھیّوں / جیہڑے ، وِتھے ماردے نیں مسلمان ، چلیے

بارہ مُولا ، مَری وچ ٹھنڈیاں ہواواں نے / گرمی دا مزہ لَین مُولتان ، چلیے

اَسی تے حبیبؔ سچّی بڑے ای نمانے آں
کتھوں ایہہ اپورا ہووے لاہن پاہن، چلیے

سید کاشف گیلانی

کوئی کروٹ تک نہیں لیتا کسی بھونچال سے

شہر میں مَیں در بدر پھرتا ہوں کتنے سال سے
میرے اپنے بے خبر رہتے ہیں میرے حال سے

دال اگر ہو ماش کی تو لطف ہوتا ہے فزوں
میں سدا خوش ہو کے کھالیتا ہوں روٹی دال سے

خونِ دل شامل ہے بنیاد وطن میں جب مرا
بے خبر میں رہ نہیں سکتا ترے احوال سے

اتنی گہری نیند میں ہیں قوم کے پیر و جواں
کوئی کروٹ تک نہیں لیتا کسی بھونچال سے

ہم پرندے ہیں وطن اک پیڑ کی مانند ہے
کوئی زندہ رہ نہیں سکتا بچھڑ کر ڈال سے

عزم پختہ سے ہوا ممکن کہ جو ممکن نہ تھا
یہ سبق ہم نے لیا ہے یومِ استقلال سے

ہم اگر محفوظ ہیں تو ہم کو لازم تشکر ہے
خوش کبھی ہوتا نہیں اللہ ، بداعمال سے

کیا عمل سے جانے جاتے ہیں مسلماں دہر میں
یا انہیں پہچانتے ہیں لوگ خدوخال سے

جب کسی انسان کا زندہ نہ ہو اپنا ضمیر
ڈھونڈ کر لائے گا کیا مجرم کو وہ پاتال سے

کچھ عداوت کے لئے حاجت نہ تھی اغیار کی
مومنوں نے دشمنی خود کی نبیؐ کی آلؓ سے

دورِ حاضر میں ہوا ہر چیز پر حاوی معاش
پوچھتا ہے کون یارو حال بھی کنگال سے

اتنی دوری سے نظر آ سکتا ہے دانہ جنہیں
وہ پرندے بے خبر رہتے ہیں کیونکر جال سے

عقل جیسی چیز کی کاشف کوئی قیمت نہیں
آج اگر عزت کوئی انساں کی ہے تو مال سے

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆ پردہ اسلامی حکم نہیں، رواج ہے۔ (ڈاکٹر رفعت)

دامن جاہل! خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

☆ لاہور: پریزائڈنگ افسر خود مہر لگاتا رہا۔ (ایک خبر)

۳۰/ اپریل فول

☆ میری بیٹی اداکاری کرتی ہے۔ (ڈاکٹر رفعت)

ہر ایرے غیرے پہ مرتی ہے۔

☆ طلباء کے ٹیکنیکل اداروں میں لڑکیوں کو داخلہ دیا جائے گا۔ (گورنر خالد مقبول)

نتیجہ ٹیکنیکل ہی نکلے گا۔

☆ سنگسار کی سزا موجودہ حالات میں جائز نہیں۔ (مفتی غلام سرور قادری)

حضور ﷺ کے وقت میں سنگسار کرنے کے واقعات ہیں، جو اُس وقت کی ضرورت تھے۔ (جاوید اقبال)

یادش بخیر! ستّی و پنّوں کے ہم جلیس
زندہ دلان شہر کو بیمار کر چلے
پھٹکار ان بتوں پہ خدا اور رسولؐ کی
جو نسلِ نو کو دین سے بیزار کر چلے

☆ حکومت، مقبوضہ کشمیر میں مداخلت نہیں کرے گی۔ مجاہدین کا وائرلیس سسٹم ختم کر دیا ہے۔ (ایک خبر)

کیا حکومت پہلے یہ دونوں کام کرتی رہی ہے؟

☆ پانچ سال کے لئے صدارت پکی۔ (ایک خبر)

اللہ ہی جانتا ہے۔

☆ ہم نام کے مسلمان ہیں۔ (حنیف رامے)

پہلی دفعہ سچی بات کی ہے۔

☆ووٹر فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف بحال (حکومتی فیصلہ)
رنگ لایا ہے شہیدوں کا لہو

☆حکومت سیاست دانوں کی بجائے ملک کے دفاع پر توجہ دے۔(نوابزادہ نصر اللہ خان)
حکومت کو سیاست دان زیادہ عزیز ہیں۔

☆حالتِ جنگ بھی ہو تو عام انتخاب ملتوی نہیں ہونے چاہئیں۔(ذوالفقار کھوسہ)
ہائے! حکومت یاد آتی ہے۔

☆نیشنل الائنس برسرِ اقتدار آکر ملک کی قسمت بدل دے گا۔(جتوئی)
نیا جال لائے پرانے شکاری

☆ہم قوم کو لغاریوں، مزاریوں، زرداریوں اور مداریوں سے نجات دلا کر رہیں گے۔(عمران خان)
یہ آپ کا ''حُسنِ زن'' ہے اور کچھ نہیں۔

☆ہماری حکومت ختم نہ ہوتی تو مسئلہ کشمیر حل ہو چکا ہوتا۔(شہباز شریف)
باہر دے باہر............اندر دے اندر

☆پولیس نے قانون پر نہ چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔(لاہور ہائیکورٹ)
جتنا ظلم و تشدد پولیس کرتی ہے، خدا کے غضب کے لئے کافی ہے۔

☆امریکہ تحریک آزادی کشمیر کو بھی دہشت گردی قرار دلوانا چاہتا ہے۔(سید عطاء المہیمن بخاری)
اور ''مشرقی تیمور'' میں مختلف کردار...... کہ وہاں عیسائیوں کا مسئلہ تھا۔

☆ریفرنڈم کی طرح کے صاف شفاف انتخابات کروائیں گے۔(صدر مملکت)
ہنگ لگے نہ پھٹکڑی تے رنگ چوکھا آئے

☆ابرار الحق (گلوکار) کو اقوام متحدہ کا پاکستانی چائلڈ ویلفیئر سفیر مقرر کرنے کا فیصلہ۔(ایک خبر)
طارق عزیز کے بعد ابرار الحق............اللہ خیر کرے! میراثی حاکم بنتے جا رہے ہیں۔

☆افغانستان کے راستے ترکمانستان سے گوادر تک تیل کی پائپ لائن بچھے گی۔(ایک خبر)
تیل امریکہ لے گا......خرچ ہم کریں گے
پسند سجناں دی، خرچہ ساڈا

☆ریفرنڈم میں مبینہ دھاندلی پر معذرت خواہ ہوں۔(جنرل پرویز مشرف)
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

توحید وختم نبوت کے علمبردار، قرآن وسنت کی دعوت عام کر کے دنیائے کفر پر غلبہ پا سکتے ہیں

حکمران قادیانیوں کی سرپرستی کرکے خود اپنے لئے مشکلات پیدا کررہے ھیں

جنرل مشرف امریکہ کے ساتھ کھڑے ہیں اور امریکہ بھارت کے ساتھ کھڑا ہے

دنیا کی کوئی طاقت قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں کھڑا نہیں کرسکتی

جامع مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ ''سیرت خاتم الانبیاءؐ کانفرنس'' سے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور دیگر مقررین کا خطاب

چناب نگر (۱۲ ربیع الاوّل، ۲۵ مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیراہتمام تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ کی زیرصدارت جامع مسجد احرار، چناب نگر میں منعقدہ سالانہ ''سیرت خاتم الانبیاء (ﷺ) کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ ناموسِ رسالت ﷺ کیلئے اپنی عزت وآبرو قربان کردیں گے لیکن اس مسئلہ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ حضور کریم ﷺ کے امتی ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے کفر وارتداد کو اسلام کا نام دینے والے قادیانی گروہ کے تعاقب اور اسلام میں نقب زنی کرنے والوں کا محاسبہ کریں۔ قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر مسلمان دنیا میں مغلوب ہورہے ہیں۔ امتِ مسلمہ کی بقاء اور تجدید احیاء دین صرف نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے۔ توحید وختم نبوت کے علمبردار، قرآن وسنت کی دعوت عام کر کے دنیاء کفر پر غلبہ پاسکتے ہیں۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔ قادیانیوں کے بارے میں تمام آئینی فیصلے امت مسلمہ کے عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں۔ آئینی اقدامات اور عدالتی فیصلوں کے ہوتے ہوئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عمل درآمد کرانا سرکاری مشینری کی بدنیتی اور بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امت مسلمہ کی سوسالہ جدوجہد اور کردار کو سبوتاژ کرنیوالے کان کے نہیں دل کے دروازے کھول کر سن لیں کہ قادیانی کافر تھے، کافر ہیں اور کافر رہیں گے، دنیا کی کوئی طاقت ان کو مسلمانوں کی صف میں کھڑا نہیں کرسکتی۔ جو طبقہ قادیانیوں کو کافر نہیں سمجھتا وہ خود بھی کافر ہے۔ یہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں ہوا ہے۔ اس کو ختم کرنے والے خود ختم ہوجائیں گے۔ قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ ووٹر فارم سے مذہب کا خانہ ختم اور عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت حذف کرنا حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی، امت مسلمہ کو چیلنج اور ۷۳ء کے آئین سے غداری کے مترادف ہے۔ قاری شبیر احمد عثمانی، حاجی محمد ثقلین، حافظ کفایت اللہ، قاری محمد سعید، میاں محمد اویس، محمد عمر فاروق، سید محمد یونس بخاری نے کہا کہ جس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اسی ملک میں اسلامی اقدار کو پامال کیا جارہا ہے اور کلمہ گو مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن بنادی گئی ہیں۔ حکمران امریکی خوشنودی کے لئے اسلام اور مسلمانوں کو پاکستان سے دیس نکالا دینا چاہتے ہیں لیکن جاں نثارانِ ختم

نبوت ایسی ہر مذموم سازش کو ناکام بنا کردم لیں گے۔مقررین نے کہا کہ ایک طرف قادیانیوں نے جنرل مشرف کی ریفرنڈم میں حمایت کی اور دوسری طرف موجودہ ملکی صورتحال سے فائدہ اٹھا کر اقتدار پر شب خون مارنا چاہتے ہیں۔

نماز ظہر کے بعد تپتی دھوپ میں مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوش احرار رضا کاروں کا فقید المثال جلوس جامع مسجد احرار سے پوری شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔جلوس کے شرکاء نہایت پرامن اور منظم تھے اور ان کا جذبہ قابل دیدنی تھا۔''نعرہ تکبیر،اللہ اکبر''،''فرما گئے یہ ہادی،لا نبی بعدی''،''تاج و تخت ختم نبوت،زندہ باد''،''جب تک سورج چاند رہے گا، بخاریؒ تیرا نام رہے گا''، جیسے فلک شگاف نعرے اور درود شریف وکلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جلوس جب چناب نگر کے مرکزی اقصیٰ چوک پہنچا تو مولانا محمد مغیرہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک منکرین ختم نبوت کے گروہ کا ایک شخص بھی باقی ہے، ہماری پرامن جدوجہد جاری رہے گی۔اور ہم قادیانیوں کے دجل وتلبیس کا پردہ چاک کرتے رہیں گے۔انہوں نے کہا کہ غیر آئینی اور غیر قانونی فیصلوں کے ذریعے قادیانیوں کو تحفظ دینے والے یاد رکھیں کہ یہ وبال ہی انہیں لے ڈوبے گا۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ حکمران قادیانیوں کی سرپرستی کر کے خود اپنے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک کی غالب اکثریت کی مذہبی علامات اور اسلامی شعائر استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔پوری دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ دہشت گردی کا شکار مسلمان ہیں۔جنرل مشرف امریکہ کے ساتھ کھڑے ہیں اور امریکہ بھارت کے ساتھ کھڑا ہے۔جلوس ''ایوان محمود'' کے سامنے پہنچا، جہاں خطاب کرتے ہوئے،ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مرزا طاہر کسی خوش فہمی میں نہ رہے۔ہمارا قادیانیوں سے ذاتی جھگڑا نہیں وہ اپنے کفر وارتداد اور زندقہ کو اسلام کے نام پر پھیلانے سے باز آجائیں اور حکومت امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عمل درآمد کی صورت حال کو بہتر بنا لیں تو حالات بدل سکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے پہلے بھی کئی بار ایسی صورت حال پیدا کی لیکن ختم نبوت کے عقیدے کی برکت سے وہ ہمیشہ نامراد ہوئے اور اب بھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔انہوں نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ تحریک ختم نبوت کے مطالبات کی جدوجہد کو منظم کرنے کیلئے ہمارا ساتھ دیں۔قبل ازیں مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ مخلوط طرز انتخابات ختم کر کے جداگانہ طرز انتخاب کو بحال کیا جائے اور پاک بھارت کشیدگی کی موجودہ فضا میں قادیانی تخریب کاروں پر کڑی نظر رکھی جائے نیز بھارتی جارحیت کی بھی شدید مزاحمت کی گئی۔

دعائے صحت

☆محترم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب (سندوعہ، ضلع گجرات) ٹریفک کے ایک حادثہ کا شکار ہو گئے ہیں۔انہیں شدید چوٹیں آئی ہیں۔

☆مجلس احرار اسلام ماہڑہ خاص (ضلع مظفر گڑھ) کے مخلص کارکن اور معاون محترم حاجی رب نواز منڈھیرا شدید علیل ہیں۔

احباب ان حضرات کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعاء فرمائیں۔اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور شفاء عطا فرمائے۔(آمین)

ووٹر فارم میں عقیدہ ختم نبوت کی بحالی قادیانی نواز عناصر کی شکست ہے

جس عقیدے کے تحفظ کیلئے امت نے قربانیاں دیں، اس سے اغماض نہیں برتنے دیں گے

چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ''کل جماعتی ختم نبوت کانفرنس'' میں مقررین کا اظہار خیال

چیچہ وطنی (۲۹ مئی) کل جماعتی ختم نبوت کانفرنس کے مقررین نے کہا ہے کہ ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت بحال کرنے کا فیصلہ دراصل تحریک تحفظ ختم نبوت کی فتح اور قادیانیوں اور قادیانی نواز عناصر کی شکست ہے۔ یہ شہداء ختم نبوت کے مقدس خون کا صدقہ ہے کہ ہمارے قدم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا کا نفاذ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چیچہ وطنی کی جامع مسجد میں ہونے والی فقید المثال کانفرنس نماز فجر سے قبل تک جاری رہی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جس عقیدے کے تحفظ کے لئے امت نے قربانیاں دے کر پروان چڑھایا۔ ہم کسی صورت اس سے اغماض نہیں برتنے دیں گے، مسئلہ ختم نبوت سے غداری ناقابل معافی جرم ہے اور دنیا کا کوئی قانون غدار کو معاف نہیں کرتا۔ ۷۳ء کے آئین کی بحالی اور اسلامی دفعات کے تحفظ و بقاء کے لئے ہم متحدہ مجلس عمل کے تمام مطالبات کی بھرپور حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ جب تک منکرین ختم نبوت کے گروہ باقی ہیں تحریک ختم نبوت بھی جاری رہے گی۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری جنرل مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ جو حکمران قادیانیوں کو تحفظ دے گا، ہماری اس سے کھلی جنگ ہے۔ مخلوط انتخابات کا فیصلہ امریکی ایجنڈے کی عکاسی ہے جو قادیانیوں کی سازش کا شاخسانہ ہے۔ حالانکہ دیگر اقلیتیں اس کے خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مرزا طاہر کا چیلنج قبول ہے، وہ جب چاہیں پاکستان آئیں، ہمیں تیار پائیں گے۔ ہم پوری دنیا میں فتنہ مرزائیہ کے تدارک کے لئے کام کر رہے ہیں لیکن مرزا طاہر فرار ہو گئے ہیں۔ حکومت ایک کمیشن قائم کرے، میں ثابت کروں گا کہ قادیانی صرف اسلام کے نہیں، پاکستان کے بھی غدار ہیں اور پاکستان دشمن قوتوں کے ایجنٹ ہیں، ان کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والوں کی حب الوطنی مشکوک ہے۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے خطے میں اسلام ہی محفوظ نہیں ہے۔ بھارت جنگ کے لئے اپنی ساری فوج سرحد پر لے آیا ہے اور ہمارے اہم جنگی ائیر پورٹس امریکہ کے قبضہ میں ہیں۔ افغانستان کی امارت شرعیہ کی تباہی کے بعد کشمیر سے دستبرداری کا آغاز ہو چکا ہے۔ ووٹر فارم سے حلف نامے کا اخراج آئین سے بغاوت تھی۔ جنرل پرویز اس پر قوم سے معافی مانگیں، قادیانی گروہ سے کسی قسم کی رورعایت برداشت نہیں کی جائے گی۔ جماعت اسلامی پنجاب کے امیر حافظ محمد ادریس نے کہا کہ حکمرانوں نے بھارت کو بڑا بھائی تسلیم کر رکھا ہے اور اپنے گھر میں لڑائی چھیڑ رکھی ہے۔ فوجی حکمرانی کبھی بھی وطن کو راس نہیں آئی۔ ایوب خان نے دریاؤں کا پانی بیچ ڈالا۔ ۶۵ء کی جیتی جنگ تاشقند میں ہار دی۔ یحییٰ خان نے ملک کو توڑا اور اب مشرف وطن کی شکست کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ جہاد کسی کے کہنے پر نہیں رک سکتا، یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد کو سبوتاژ کرنے والے ناکام و نامراد ہوں گے۔ جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالمالک نے کہا کہ

امریکہ کا انجام برطانوی سامراج اور روسی استعمار سے بھی بھیانک ہوگا۔عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے مجلس احرار اسلام نے تاریخ ساز اور مؤثر کردار ادا کیا ہے، جس پر قوم کو فخر ہے۔عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد سے کوئی مسلمان گریز نہیں کر سکتا۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ حکمران یاد رکھیں کہ آج ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت والا جذبہ کام کر رہا ہے۔امریکی و مغربی ایجنڈے کی تکمیل کا منصوبہ ہمارے حکمران ترک کر دیں ورنہ ہم خون دے کر بھی اس ایجنڈے کی راہ میں رکاوٹ ڈالیں گے۔جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر علامہ سید شبیر احمد ہاشمی نے کہا کہ دشمن کی فوج اسلحہ سے لیس ہو کر بارڈر پر کھڑی ہے، اس موقع پر ملک کو سب سے بڑا خطرہ پاک فوج میں اہم پوسٹوں پر تعینات چار سو قادیانیوں سے ہے، جو جہاد کے منکر ہی نہیں بلکہ دہشت گرد بھی ہیں۔مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ہم اس ملک میں اسلام کی بقاء و استحکام اور نفاذ کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے اور کسی حکمران کا خوف ہمیں اس راستے سے نہیں ہٹا سکتا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیوں کی آئینی حیثیت کسی صورت تبدیل نہیں ہو سکتی۔اس کے پیچھے قربانیوں کی ایک لازوال داستان ہے۔جمعیت علماء اسلام پنجاب (س) کے امیر مولانا بشیر احمد شاد نے کہا کہ فوج میں قادیانیوں کا داخلہ روکنے کے لئے قانون سازی کی جائے۔مسئلہ کشمیر قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔وطن کی محبت کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کو ان کی متعینہ آئینی حیثیت میں رکھا جائے۔مسلم لیگ (ن) کے ملک ندیم کامران نے کہا کہ مذہبی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ہم ختم نبوت کے مسئلہ پر علماء کے مؤقف کی مکمل تائید کرتے ہیں۔انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری اطلاعات قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ ووٹر فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت کی بحالی پوری امتِ مسلمہ کی کامیابی ہے۔اس مسئلہ کے پیچھے سو سالہ جدوجہد ہے۔جماعتِ اہلسنت کے رہنما ڈاکٹر محمد سعید الحق نے کہا کہ حکومت قادیانیوں کو ان کی حیثیت میں رہنے دے۔یہ ایسا متفقہ مسئلہ ہے، جس پر تمام مکاتب فکر ایک رائے رکھتے ہیں۔علماء کونسل کے قاری منظور احمد طاہر نے کہا کہ قادیانیوں کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ اپنے کفر و ارتداد کو اسلام کے نام پر پیش کریں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبداللہ لدھیانوی نے کہا کہ حکمران مسئلہ ختم نبوت کے محاذ پر دینی جماعتوں کا ٹیسٹ نہ لیں، ساری قوم اس مسئلہ کے لئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔بھٹو کے دور میں پارلیمنٹ کے فلور پر تاریخ ساز فیصلہ ہوا اور ضیاء الحق مرحوم کے دور میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا۔عدالتوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ایسے کسی اقدام کو قبول نہیں کیا جا سکتا جو ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کئے گئے فیصلوں کو غیر مؤثر کرے۔قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ ہر مسلمان کو زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔قادیانی اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں۔مولانا عبدالنعیم نعمانی نے کہا کہ حکومت اپنا فیصلہ واپس لے کر ووٹر فارم کی پرانی حیثیت بحال نہ کرتی تو ملک کے کونے کونے میں تحریک چلتی اور بہت سوں کی غلط فہمی دور ہو جاتی۔

کانفرنس میں منظور کی گئیں قراردادیں

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو سرد خانے میں ڈالنے کی بجائے عملی جامہ پہنایا جائے۔

☆ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

☆ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔

☆ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

☆ قادیانی جرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کئے جائیں۔

☆ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ چیچہ وطنی کے حیات آباد میں احمد سیڈ کارپوریشن کی آڑ میں قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔

☆ کانفرنس میں چیچہ وطنی کے چک نمبر ۵۵۔۱۲۔ایل (اڑی) میں قادیانی غنڈہ گردی اور ارتدادی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ ضلع ساہیوال میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی صورت حال کو بہتر بنایا جائے۔

مجلس احرار اسلام تحریک ختم نبوت کے دیگر مطالبات کیلئے اپنی جدوجہد جاری رکھی جائے گی

(چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے ہنگامی اعلیٰ سطحی اجلاس میں اعلان)

چیچہ وطنی (۳۰/ مئی) مجلس احرار اسلام نے ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق وضاحت کو بحال کرنے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے امتِ مسلمہ کی کامیابی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت کے دیگر مطالبات کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔ یہ اعلان مجلس احرار اسلام پاکستان کے ایک اعلیٰ سطحی ہنگامی اجلاس میں کیا گیا جو گزشتہ روز دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی میں مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا اور اس میں چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، ملک محمد یوسف، چودھری محمد اکرام، شاہد کاشمیری اور دیگر حضرات نے شرکت کی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک کے نظریاتی و اسلامی تشخص اور دستور کی اسلامی دفعات کے تحفظ اور حکومت کی مغرب نواز اور سیکولر پالیسیوں کے سامنے ہر ممکن رکاوٹ پیدا کی جائے گی اس مقصد کے لئے دینی جماعتوں سے باہمی رابطہ اور رائے عامہ کو منظم کرنے کے لئے ملک بھر میں اجتماعات، سیمینار اور مشترکہ اجلاس منعقد کیے جائیں گے۔ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ جون، جولائی، اگست اور ستمبر میں ملتان، لاہور، اسلام آباد اور دیگر مقامات پر ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا اور ۷/ ستمبر کو ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے لاہور میں مرکزی اجتماع منعقد ہوگا۔ اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا کہ ووٹر فارم کے حلف نامے کا خانہ نمبر ۴ ختم کرنے کا فیصلہ واپس لینے کے بعد حکومت فوری طور پر نئے فیصلے کا نوٹیفکیشن جاری کرے اور پرانی پوزیشن کو عملاً بحال کرنے کے لئے بغیر حلف نامے کے بنائے گئے تمام ووٹ منسوخ کرے اور نئے ووٹر فارم کی تشہیر کی جائے۔

چیچہ وطنی (۳۱/ مئی) ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ بحال ہونے کے فیصلے پر ضلع ساہیوال میں نمازِ جمعۃ المبارک کے اجتماعات کے موقع پر مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام نے تشکر کا اظہار کیا اور اس عزم کا اعادہ کیا کہ فتنۂ قادیانیت کے مکمل استیصال تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی اور اسلام کے لبادے میں کفر و ارتداد پھیلانے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی میں تازہ فیصلے کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی اس موقع پر انجمن شہریاں کے صدر چودھری انوار الحق کی زیر

صدارت ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ آئین میں طے شدہ مسئلے کو چھیڑ کر جو سازش کی گئی تھی وہ اللہ کے فضل و کرم اور تحریک ختم نبوت کے قائدین کی بصیرت، جدو جہد اور جرأت نے ناکام و نامراد کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے بغیر کسی مصلحت کے کمزور سے کمزور مسلمان بھی سروں پر کفن باندھ کر اور سینہ تان کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کا مورال برقرار رکھا جائے گا اور ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ، سول و فوج کے تمام کالیدی عہدوں سے قادیانیوں کی علیحدگی اور پالیسی ساز اداروں سے قادیانی اثر و نفوذ کے خاتمے تک ہماری پُر امن جدو جہد جاری رہے گی۔ قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، محمد معاویہ رضوان، حافظ حبیب اللہ چیمہ، قاضی بشیر احمد اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا تقریب میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ جنرل مشرف کے پرنسپل سیکرٹری طارق عزیز سمیت تمام قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی عملی جامہ پہنایا جائے۔

مسافرانِ آخرت

☆ جامعہ خیر المدارس، ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کے سسر حضرت مولانا سعید الرحمٰن انوری گزشتہ ماہ فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔

☆ اوکاڑہ میں ہمارے مہربان محترم محمد خالد کے بھتیجے اور محمد نعیم صاحب کے جواں سال چھوٹے بیٹے علی وقاص انتقال کر گئے۔

☆ فیصل آباد میں ہمارے رفیق محترم محمد منیر صاحب کے بھائی حاجی محمد ثناء اللہ صاحب ۱۲ رمئی کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے سابق صدر چودھری علی محمد مرحوم کی بیوہ ۱۴ رمئی کو انتقال کر گئیں۔

☆ مجلس احرار اسلام جھنگ کے مخلص کارکن میاں عبدالغفار نکیانہ سیال کی خوش دامن صاحبہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم، ملتان کے استاذ مولانا حبیب الرحمٰن کے نانا محترم حاجی عبدالغنی صاحب ۱۹ رمئی بروز اتوار انتقال کر گئے۔ مرحوم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں سے تھے۔

☆ علامہ شبیر احمد انور (جامعہ محمودیہ، لیاقت پور) کے بھتیجے محمد بلال ۲۳ راپریل کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محمد یوسف باوا کی ہمشیرہ اور عزیزان احمد علی، حافظ محمد علی کی والدہ ۲۲ رمئی کو لاہور میں انتقال کر گئیں۔ وہ گزشتہ چھے برس سے بستر علالت پر تھیں۔

ادارہ ''نقیب ختم نبوت'' کے تمام ارکان مرحومین کی مغفرت کیلئے دعاء کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ایصال ثواب اور دعاء مغفرت فرمائیں۔ (ادارہ)

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ ویئر
پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

گورنمنٹ سے منظور شدہ
کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار۔ ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

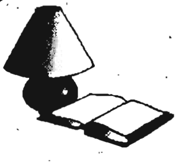

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

نام کتاب: ”معارف بیعت“

تالیف: حافظ محمد اقبال رنگونی (مدیر ماہنامہ ”الہلال، مانچسٹر)

ضخامت: ۴۸ صفحات

ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام، برطانیہ/ ملنے کا پتا: مکتبہ الفاروق ۱۹/سلطان پورہ روڈ۔ لاہور

راہِ سلوک میں کسی کی نگرانی میں چلنا اور اپنے آپ کو کسی مرشد کی نیاز مندی میں لانا گو فرض و اجب نہیں۔ نہ اسے نجات کی شرط قرار دینا صحیح ہے اور نہ ہی اس کا تارک موجب طعن ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ شرک و بدعت، رسوم و رواج اور غلط عقائد کے حامل گمراہ جعلی پیروں کے غول بیابانی کے اس دور میں کسی شیخ کی پیروی کرنا اور کسی صحیح مرشد کی صحبت اختیار کرنا اور اس سے فیض اٹھانا نہ صرف سعادت مندی ہے بلکہ فتنوں سے بچنے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اس دولت کے حصول کے لئے رسول اکرم ﷺ کے گرد جمع ہوئے اور انہوں نے آپ کے فیض صحبت سے یہ نعمت حاصل کی۔

اس کتاب میں ”اسلام میں بیعت کی حقیقت اور اُس کی شرعی حیثیت“ پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن مجید کے حوالے سے ”تلاوت، تعلیم اور تزکیہ“ سے لے کر احادیث نبویہ اور مختلف مکاتب فکر کے علماء سے اس موضوع پر استدلال کیا گیا ہے کہ

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

نام کتاب: ”بزم منور“ (چہارم)

افادات: مولانا منور حسین سورتی / مرتب: حافظ محمد قاسم

ضخامت: ۲۸۸ صفحات/ قیمت: ۱۲۰ روپے

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ (صوبہ سرحد)

دین حق کی سربلندی کے لئے مدرسوں اور مصنفین کی طرح ہر دور میں خطیبوں کی بھی ایک مثالی جماعت موجود رہی ہے۔ جن کی علمی تقریروں سے ہزاروں نہیں، لاکھوں لوگوں کی زندگی میں انقلاب آیا۔ بڑے بڑے خطباء نے کئی تحریکوں کی قیادت کی۔ ان ہی میں سے ایک بزرگ مولانا محمد منور سورتی ہیں۔ ان کے خطبات سے ایک دنیا کو روشناس کرانے کے

لئے ''القاسم اکیڈمی'' جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ (صوبہ سرحد) نے اُن کے افادات پر مشتمل چوتھی جلد شائع کی ہے۔ جو مختلف موضوعات پر حاوی ہے۔ عوام وخواص اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

نام کتاب: ''سیرتِ سیدنا ابو ہریرہؓ''

مؤلف: حافظ محمد اقبال رنگونی

ضخامت: ۱۸۰ صفحات

ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام، برطانیہ

ملنے کا پتا: حافظ عبدالرحیم میاں، مکتبہ الہلال ۱۱۱، ایف ۲/۳ ناظم آباد ۳، کراچی نمبر ۱۸

آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علم حدیث کا ایک چلتا پھرتا مجسمہ تھے۔ انہوں نے اس کام کے لئے بھوک پیاس کی کوئی پروانہ کی۔ اُن کا کھانا پینا سب علم حدیث ہی تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عسرت کی حالت میں یہ عظیم دولت حاصل کی جس پر دنیا بھر کے خزانے نچھاور کئے جائیں تو بھی کم ہیں۔ آپ کو آنحضرت ﷺ کی احادیث وسنن کے حافظ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کو تمام صحابہ میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے آپ کو ایک خصوصی دعا کے ذریعے اپنی احادیث کی حفاظت کرنے کی نعمت عطا کی تھی۔ اس کتاب میں مؤلف نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیرت وسوانح اور آپ کے حالات وکمالات کو مستند مآخذ کی روشنی میں پیش کیا ہے اور آپ پر کئے جانے والے اہم اعتراضات کا جواب دینے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ المختصر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پر یہ ایک جامع اور دلچسپ کتاب ہے۔

نام کتاب: ''ردیفِ پیغمبر، صدیق اکبرؓ''

مصنف: ابواسامہ ساجد الرحمٰن اکمل

ضخامت: ۱۸۴ صفحات/ قیمت: ۱۰۰ روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان

''شمع کے لئے پروانہ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس''

اللہ تعالیٰ نے جہاں پیغمبر ﷺ کو بڑی فیاضی سے، صحابہ کرامؓ جیسی عظیم جماعت عنایت فرمائی۔ وہاں مرشد کامل ﷺ نے بھی اُن کی اصلاح وتربیت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی کہ اُن میں سے ایک ایک صحابی، آسمانِ ہدایت پر ایسا درخشاں ستارہ

بن کر چمکا، جس کے متعلق بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ۔

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبی کے یاروں سے

زیرنظر کتاب میں خلیفہ بلا راشد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ جو قاری کے ذہن میں اترتے ہی اُس کے باطن میں ایک زبردست ہلچل پیدا کر دیتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن جید صحابہ کرام میں سے ہیں۔ جنہوں نے اپنے بیوی بچے، خاندان، رشتے، جائیداد، اپنی جان تک بھی نچھاور کر کے آپ ﷺ پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کی سیرت و کردار پر پہلے بھی بہت سی کتابیں اور رسائل تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب فی الواقع اُن کتب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

نام کتاب: ''شاہکارِ ملتان''

مصنف: پروفیسر میاں منیر احمد شامی

ضخامت: ۲۶۴ صفحات/ قیمت: ۲۰۰ روپے

پبلشر: ادارہ تحقیق وادب، ملتان/ ملنے کا پتا: بیکن بکس گلگشت ملتان

بات ہیرا ہے بات موتی ہے
بات لاکھوں کی لاج ہوتی ہے
بات ہر بات کو نہیں کہتے
بات مشکل سے بات ہوتی ہے

میں یہ تحریر کرتے ہوئے، خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ پروفیسر منیر شامی کو بات کرنا آتی ہے۔ میں اُنہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ اردو زبان وادب کے استاد ہونے کے ناطے، زبان وقلم پر اُنہیں مکمل دسترس حاصل ہے تاریخ، شاعری، مذہب اور ادب اُن کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ تحریر ہو یا تقریر، وہ ہر میدان کے اتارو ہیں۔ ان کی تحریریں ادبی چاشنی سے لبریز ہوتی ہیں۔ وہ کئی زبانیں جانتے ہیں۔ انہوں نے اردو، انگریزی، پنجابی اور تاریخ میں ایم اے کیا ہے۔ کتاب زیر بحث
میں انہوں نے اردو زبان کا سہارا لیا ہے اور اس میں جنوبی پنجاب کی آٹھ ایسی علمی وادبی شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو بلاشبہ نابغہ رُوزگار تھیں ''اسد ملتانی، جابر علی سیّد، علامہ عتیق فکری، منشی عبدالرحمٰن، ڈاکٹر مہر عبدالحق، کشفی ملتانی، ڈاکٹر جاذب ترین اور میراں بخش''۔ مصنف نے انہیں دیکھا، پڑھا، سوچا، لکھا اور خوب لکھا ''شاہکار ملتان'' کی شخصیات قابلِ مطالعہ ہیں کہ بہترین

مطالعہ انسان کا مطالعہ ہے۔ حال ہی میں تعلیمی بورڈ ملتان کی طرف سے اس کتاب کو ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

نام کتاب: ''معجزات پیغمبر ﷺ''

مصنف: مولانا عبداللطیف مسعود/ ترتیب: قاری غلام مرتضیٰ

ضخامت: ۳۱۴ صفحات/ قیمت: ۱۵۰ روپے

ناشر: دارالعلوم مدینہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

ملنے کا پتا: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

رسول اکرم ﷺ کی ہسٹری کو پڑھو تو اوّل سے تا بہ آخر، وہ آپ ثابت کرے گی اپنا عظیم ہونا، عجیب ہونا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہر آنے والا جانے ہی کے لئے آیا ہے مگر خاتم الانبیاء ﷺ اس ضابطے سے مستثنیٰ ہیں۔ آپ شب و روز کی بقا تک رہنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ کی کاملیت اور جامعیت بھی نہایت عظیم ہے۔ جس کے بے انتہا پہلوؤں کو احاطہ فہم و ادراک میں نہیں لایا جاسکتا۔ آپ ﷺ کا اس سے بڑا معجزہ کیا ہوسکتا ہے کہ عرب جیسی ناقابل اصلاح قوم کو ہر قسم کے کمالات سے مزین کر کے دنیا جہان کا رہبر و پیشوا بنا دیا۔ اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی شان کی چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔ عیسائی اور دیگر منکرین حق اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کو کوئی معجزہ نہیں ملا۔ حالانکہ نبوت اور معجزات لازم و ملزوم ہیں۔ معجزہ کے معنی ہیں، نبی یا رسول کے ہاتھ سے کسی ایسے فعل کا صادر ہونا کہ جس کا کوئی غیر نبی مقابلہ نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ کو معجزے عطا کئے مگر رسول اکرم ﷺ کو سب پر درجہ حاصل ہے کہ

حسنِ یوسف ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مصنف ایک بہت بڑے عالم دین اور محقق ہیں۔ مرزائیت و عیسائیت کا ردّ اُن کا خاص موضوع ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں، موضوع کے حوالے سے واقعی بہت محنت کی ہے جو پڑھنے کی چیز ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

دارِ بنی ہاشم | ۲۷ / جون ۲۰۰۲ء

مہربان کالونی | بروز جمعرات

ابن امیر شریعت، حضرت پیرجی

ملتان | **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم | بعد نماز مغرب

الداعی: سید محمد کفیل بخاری، ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان فون: 061-511961

قرشی

جام شیریں فیملی

جو پیئے اسی کا ہو جائے

ڈسٹری بیوٹر: معاویہ ٹریڈرز جامع مسجد روڈ، چیچہ وطنی فون: 610953

Monthly Multan
NAQEEB-E-KHATAM-E-NUBUWWAT
Regd. M.No,32 Ph:061-511961

ارشاد نبوی ﷺ جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (زادالسعید)

اہلِ بیت اطہار سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

والد ماجد: حضرت عبداللہ (اللہ کا بندہ)

والدہ ماجدہ: حضرت آمنہ (امانت والی)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (پاک بیویاں) — امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن (مومنوں کی مائیں)

- سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا (حاجیوں کی خدمت گذار)
- سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (آرام والی)
- سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا (زندہ رہنے والی)
- سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا (راتوں کو قیام کرنے والی)
- سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (استغفار والی)
- سیدہ ام سلمہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا (سلامتی والی)
- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (استغفار والی)
- سیدہ صفیہ بنت حیی ابن اخطب رضی اللہ عنہا (منتخب ہونے والی)
- سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا (پیار والی)
- سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (برکتوں والی)
- سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (پڑوس والی)
- سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا (بلندیوں والی)
- سیدہ ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا (خوشبو والی)

صاحبزادے

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ (طاہر وطیب)
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (سب بچپن میں وفات پاگئے)

صاحبزادیاں

☆ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (استغفار والی) زوجہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ ☆ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (خاوند کی خدمت گزار) زوجہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ☆ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (بچوں کی تربیت کرنے والی) زوجہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ☆ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا (جہنم سے آزاد) زوجہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نواسے

- حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ بن عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ

نواسیاں

- سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ زوجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
- سیدہ ام کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ زوجہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- سیدہ زینب بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ زوجہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
- سیدہ رقیہ بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ (بچپن میں وفات پائی)

فرمان نبوی ﷺ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ (ترمذی) جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اس طریقے کے متبع ہی نجات پانے والے ہیں۔

Designed By: Al-Kitab Graphics Multan. Ph:061-584604